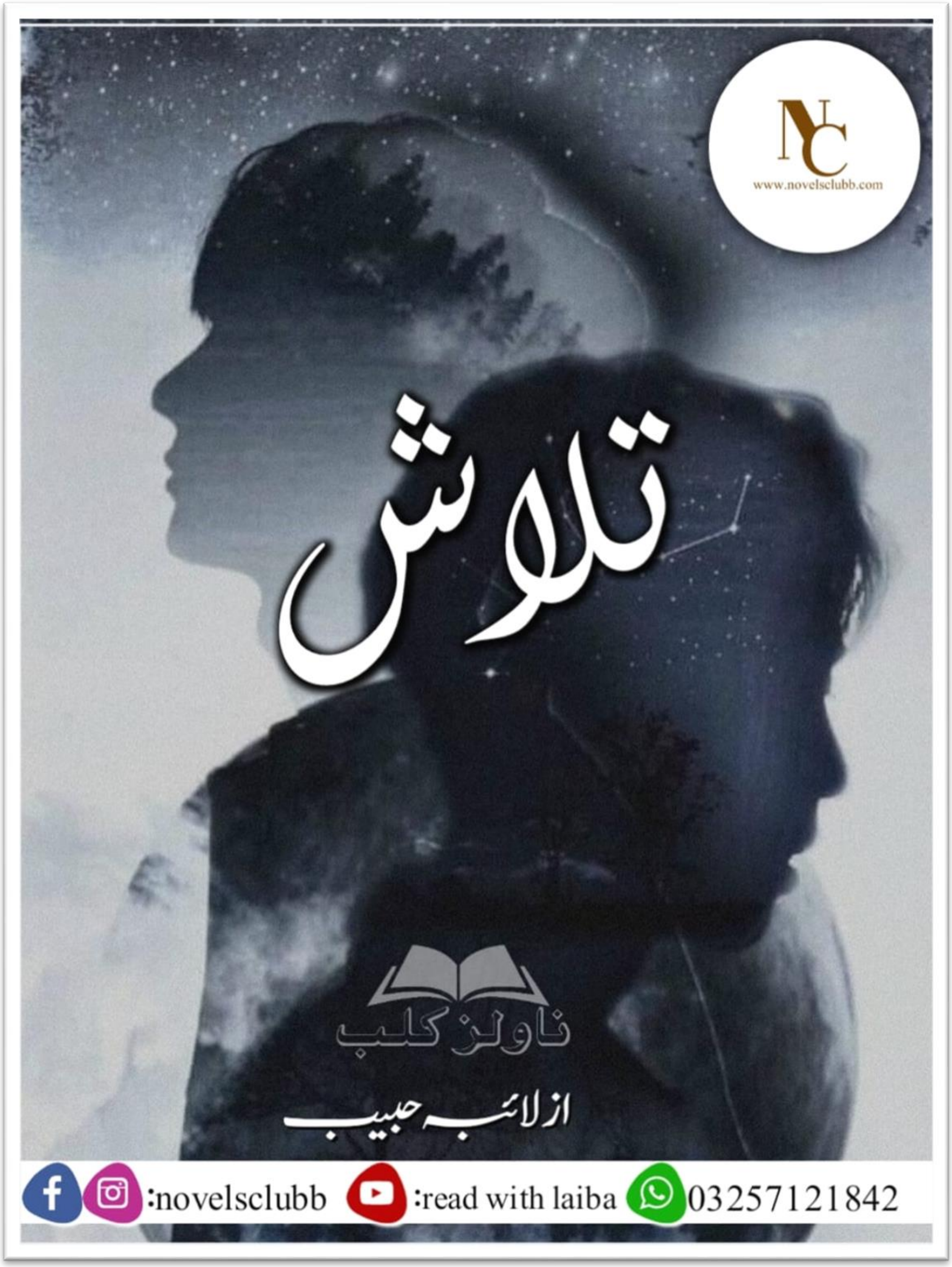
NC
www.novelsclubb.com
تلاش
ناولز کلب
از لائبہ حبیب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

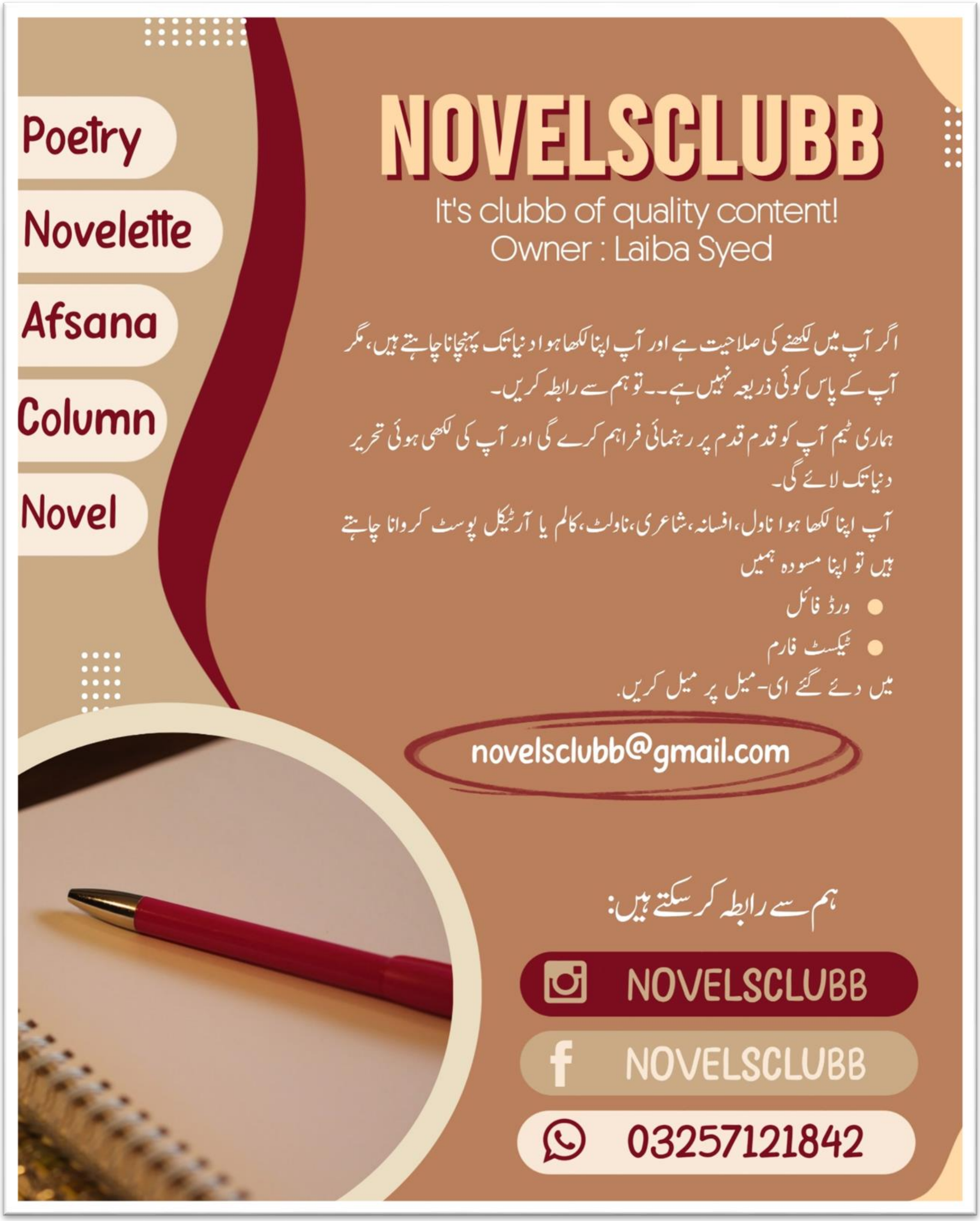
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر
آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر
دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے
ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

تلاش

از قلم

لائبہ حبیب

www.novelsclubb.com

زندگی میں ہم ہر وقت کسی نا کسی چیز کی تلاش میں رہتے ہیں

رزق کیلئے نوکری کی تلاش

نوکری کیلئے علم کی تلاش

علم کیلئے استاد کی تلاش۔

کبھی کبھار ہم ایک عام سی چیز کی تلاش میں اپنی زندگی کو داؤ پر لگا دیتے ہیں۔

محض یہ کہ زندگی کا دوسرا نام تلاش ہے۔

قسط نمبر 1

www.novelsclubb.com

ویسے تو جون جولائی میں کراچی آگ کی مانند جھلستا ہے مگر مسلسل تین دن سے ہوتی بارش نے موسم کو کافی خوشگوار بنادیا ہے۔اب بھی ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی ہے۔ایسے ہی میں ہم ایک کچے پکے محلے میں داخل ہوں تو وہاں کیچڑ میں بچے کھیل رہے ہیں۔کچھ لوگ گھروں میں جارہے ہیں تو کچھ گھروں سے باہر نکل رہے ہیں۔اگر ہم ایک گھر میں داخل ہوئے تو وہاں کچھ کردار ہمارا انتظار کررہے ہیں۔الٹے ہاتھ پر سیڑھیاں ، جسے عبور کر کے اوپر جایا جاسکتا ہے۔گھر میں سیڑھیوں سے

تھوڑا فاصلے پر درخت اگا یا گیا ہے۔گھر میں سیدھے ہاتھ پر باورچی خانہ ہے۔سامنے برآمدہ بنا ہوا ہے۔جس میں ایک ہی قطار میں چار پانچ کمرے بنے ہوئے ہیں۔ صحن میں بیچوں بیچ دو چار پائیاں رکھی ہوئی ہیں۔جس میں سے ایک چار پائی پر دو ہم شکل چودہ سالہ خوبصورت لڑکیاں بیٹھی اپنے سامنے کاپیاں کھولے کام کرنے میں مصروف ہیں۔ان دونوں میں فرق کرنے کیلئے ان کی آنکھیں ہیں۔ایک کی آنکھیں سیاہ اور دوسری کی آنکھیں بھوری ہے۔سیاہ آنکھوں والی لڑکی کا نام ارباب اصغر اور بھوری آنکھوں والی لڑکی کا نام رباب اصغر ہے۔ان کے ساتھ ہی پچاس سال کی عمر کی خاتون خاموشی سے سامنے والی چار پائی پر بیٹھی لڑکی کو دیکھ رہی ہے۔دوسری چار پائی پر

www.novelsclubb.com

انیس سال کی نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی ہے۔ بڑی بڑی سیاہ آنکھیں گندمی رنگت کمر سے نیچے آتے سیاہ بال جو اس وقت کھلے ہوئے ہیں۔ بلاشبہ وہ پیاری ہے۔ اس کے ساتھ ایک بزرگ خاتون بیٹھی قرآن پاک کی تلاوت کر رہی ہے۔

درخت کہ نیچے رکھی کرسی پر اکیس سال کا نوجوان لڑکا بیٹھا کوئی اُردو ناول پڑھنے میں مصروف دیکھائی دے رہا ہے۔ یہ ہے عباس اصغر ان تینوں بہنوں کا اکلوتا بھائی یہ اردو لیٹریچر کا اسٹوڈنٹ ہے۔ اسے اُردو زبان کے بارے سب کچھ پتہ ہے۔ اسے اردو زبان کہ بارے میں ساری معلومات حاصل ہے۔ کونسا ناول پڑھنی چاہیے اور کونسا نہیں اسے سب معلوم ہے۔

"غزل بیٹا باہر جانے کی ضد چھوڑ دو اماں آپ اسے سمجھائیں اس کی وجہ سے اصغر کتنے پریشان ہے۔ یہ خوامخواہ کی ضد لیکر بیٹھ گئی ہے۔" زرین نے دوبارہ بات کا آغاز کیا۔

غزل کے ساتھ بیٹھی بزرگ خاتون جو غزل والوں کی دادی ہے، اس نے قرآن مجید کی تلاوت ختم کر کے قرآن کو بند کیا۔

www.novelsclubb.com

"زرین دیکھو، نا تو میں تمہارے شوہر کو سمجھا سکتی ہوں نا تمہاری بیٹی کو۔ یہ دونوں باپ بیٹی ضد میں ایک دوسرے سے آگے ہیں ۔ میں نے اسے بھی سمجھا کے دیکھا ہے۔" اپنے ساتھ بیٹھی غزل کی طرف اشارہ کیا۔

"اور اصغر کو بھی، نہیں سمجھ رہے دونوں تو میں کیا کروں وہ زمانہ چلا گیا ہے جب اس گھر میں میرا حکم مانا جاتا تھا، اب صرف تمہارے شوہر کا حکم مانا جاتا ہے۔ میرے لیے میرے کمرے میں چائے لاؤ سر میں درد ہو رہا ہے۔" دادی نے قرآن پاک اٹھایا اور چارپائی سے اتری چپل پیروں میں پہن کر آہستہ آہستہ گھوم کر برآمدے میں بنے کمروں میں سے ایک کمرے میں چلی گئی۔

"غزل بیٹا چھوڑ دو ضد جانے کی کیا کرو گی جا کر تمہارے ابو تمہاری وجہ سے کتنے پریشان ہیں، ان کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی۔"

"امی یہ بات آپ نہ کوئی پانچویں بار کہی ہو گی اسے اور اس نے پانچویں بار کوئی جواب نہیں دیا تو کیوں اپنے الفاظ ضائع کر رہی ہے۔"

www.novelsclubb.com

عباس کتاب کا صفحہ پلٹاتے ہوئے بیزاری سے بولا جیسے وہاں بیٹھے لوگوں کی گفتگو نے ڈسٹرب کیا ہو۔

"تم اپنی فضول بکواس بند کرو، اٹھو مسجد جاؤ نماز کا وقت ہو گیا ہے"۔ زرین غصے سے بولی۔

"امی عصر کی نماز میں ابھی پڑھ کر آیا ہوں اور مغرب کی نماز میں ابھی دس منٹ رہتے ہیں۔ اس دس منٹ میں میں دس صفحات پڑھ لوں گا اگر آپ یا غزل 'باہر جانے کی ضد چھوڑ دو' نامہ ڈسکس کرنا چھوڑیں گی تو۔" عباس اس بار بھی بیزاری سے بولا ہلکی ہلکی بوندا باندی اب تیز ہو رہی ہے۔

"بھائی مغرب کی نماز میں آٹھ منٹ رہتے ہیں اس آٹھ منٹ میں آپ مجھے میتھ کا سوال سمجھا دیں بلکل بھی سمجھ نہیں آ رہا۔" دو ہم شکل لڑکیوں میں سے پہلی بار سیاہ آنکھوں والی ارباب بولی۔

"تمہیں کتنی مرتبہ بتانا پڑے گا ارباب کہ میں اردو لیٹریچر کا اسٹوڈنٹ ہوں آرکیمیڈیز نہیں جو تمہیں میتھ سمجھاؤں۔" عباس خفگی سے بولا۔

"قسم سے بھائی اگر یہ آرکیمیڈیز آج زندہ ہوتا میں اسے خود اپنے ہاتھوں سے مارتی۔" بھوری آنکھوں والی رباب غصے سے کاپی بند کرتے ہوئے بولی۔اسے بھی سمجھ نہیں آرہا ہے۔دونوں ایک جماعت میں پڑھتی ہے۔

عباس کتاب بند کر کے اٹھا،اس کا رخ اوپر کی طرف تھا کیونکہ اس کا کمرہ اوپر ہے۔

ارباب اور رباب دونوں اپنی کتابیں بند کر کے برآمدے میں بنے کمروں میں سے ایک کمرے میں چلی گئی۔

وہاں صرف غزل اور زرین بچ گئی تھیں،زرین بنا کچھ کہے وہاں سے اٹھ گئی دادی کیلئے چائے بنانی تھی ورنہ وہ غزل کو سمجھانے کیلئے وہاں آدھا گھنٹہ اور بیٹھ سکتی تھی۔بارش اب زیادہ تیز ہو گئی تھی،غزل تھوڑی دیر وہاں بیٹھی رہی پھر اٹھ کر اس کمرے میں چلی گئی جہاں تھوڑی دیر پہلے ارباب اور رباب گئی تھی۔بارش کراچی کو بھگو رہی تھی موسم حد سے زیادہ خوبصورت اور خوشگوار ہو گیا تھا۔جون جولائی میں بارش ہونا اور اتنا اچھا موسم تو کراچی والوں کیلئے نعمت سے کم نہیں تھا۔اور کراچی والے اسے انجوئے کر رہے ہیں۔

www.novelsclubb.com

غزل کمرے میں داخل ہوئی تو اس کہ بیڈ پر تین چار جوڑے رکھے ہوئے تھے۔کمرے تھوڑے تھوڑے فاصلے تین سنگل بیڈ رکھے ہوئے ہیں۔اور ان کے درمیان شیشے کی سنگل ٹیبل رکھی ہوئی ہے۔سائڈ پر ہی اسٹیڈی ٹیبل رکھی ہوئی ہے۔جس پر لیمپ اور دوسری ضرورت کی چیزیں رکھی ہوئی ہے۔بیڈ کہ سامنے والی دیوار پر ٹی وی لگی ہوئی ہے۔

ایک طرف دو بڑے صوفے رکھے ہوئے ہیں۔کمرہ اچھا خاصہ بڑا ہے۔بیڈ کے اوپر دیوار پر کچھ تصاویر لگائی گئی ہیں۔

جس میں ایک فریم میں دو ہم شکل لڑکیاں ہم رنگ کپڑے پہنے مسکرا رہی ہیں۔دوسرے فریم میں بھی دو لڑکیاں ہی ہیں۔وہ ہم شکل نہیں ہیں مگر وہ جڑواں ہیں۔ایک ہے غزل اصغر دوسری ہے حمنہ اصغر۔پہلے فریم میں ایک ہے ارباب اور دوسری ہے رباب۔

"یہ میرے کپڑے کیوں نکال کر رکھے ہیں؟" وہ وہی کھڑی تیز آواز میں بولی۔

"آپی آہستہ ہم سن رہے ہیں اگلے ہفتے شبنم باجی کی منگنی ہے لگتا ہے آزربائیجان جانے کی خوشی میں آپ بھول گئی ہیں سب کچھ۔" ڈریسنگ روم سے ارباب کی آواز آئی۔

www.novelsclubb.com

"جانے کی خوشی میں نہیں، جانے کی اجازت نہ ملنے کے غم میں۔"رباب نے بھی بولنا ضروری سمجھا غزل بیزاری سے کپڑے ایک طرف کر کے بیڈ پر لیٹ گئی۔ بازوں آنکھوں پر رکھ دیا۔

"تم کون سا ڈریس پہنوں گی۔"رباب نے ارباب سے پوچھا۔"ہم دونوں ایک جیسا ہی پہنیں گے، عید والے رکھے ہوئے ہیں۔"

تم دونوں اندر کیا کر رہی ہوں باہر نکلو کپڑے تو دیسائڈ کر لیئے ہیں اندر بیٹھ کر کونسے فلسفے تیار کر رہی ہو۔"غزل بیزاری سے بولی۔

"آپی جیولری ڈیسائڈ کر رہے ہیں اپنے لیے"ارباب بولی

"میرے لیئے بھی کر دو اور جلدی کروں مجھے سونا ہے"

"آپ کونسا ڈریس پہنے گی؟؟

"گرین کلر کا پہنوں گی اس حساب سے کوئی جیولری دیکھ کر رکھ دو پھر اس وقت نہیں ملے گی۔"

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے دیکھتے ہیں۔"

"آپی آپ نے جو جوڑا پہننا ہے اس سے میچ کوئی بھی جیولری نہیں ہے ہمارے پاس کل کو لینے چلے گے۔"

"ٹھیک ہے۔"

"اب لائٹ بند کردو۔ ویسے تم دونوں نے میتھ کا سوال کر لیا جو سمجھ نہیں آرہا تھا۔" غزل نے اک دھم آنکھوں سے بازوں ہٹاتے ہوئے بولی۔

"نہیں سمجھ آیا۔"

"پھر تم دونوں یہاں بیٹھی شبنم کی منگنی کی تیاری کررہی ہو۔"

"بڑی مشکل سے تو ہمارے خاندان میں کوئی فنکشن ہو رہا ہے۔ اسے بھی ہم آرکیمیڈیز کی بنائی گئی سلطنت پر ضائع کردیں،

آپی یہ میتھ تو ساری زندگی چلتی رہے گی ہم زندگی کو انجوائے کرنا کیوں چھوڑ دے۔

شبنم باجی کی منگنی کونسا ہر سال ہونی ہے۔"غزل نے دوبارہ بیزاری سے بازوں آنکھوں پہ رکھ دیا۔

ارباب ڈریسنگ روم سے نکل کراس کہ سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔

"سوجائیں سوجائیں تھوڑی دیر بعد آبو گھر آئے گے پھروہی آزر بائیجان نامہ شروع ہوگا۔"
ارباب بولی۔

ابو نے آج دیر کردی ہسپتال سے مغرب ہو رہی ہے۔"

رباب اسٹڈی ٹیبل کہ اوپر لگی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"مغرب ہو نہیں رہی مغرب ہوگئی ہے"

"دفع ہو تم دونوں یہاں سے سونا تھا مجھے اب مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا ہے۔"

غزل غصے سے اٹھ کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی اس کے اندر ہی واش روم ہے۔

وہ دونوں پیچھے سے ارے ارے کرتی رہ گئی۔ بھلا ان پیچاریوں کا کیا قصور، مغرب کی نماز پڑھ کر وہ لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ گئی کلاس شروع ہونے والی تھی۔

کلاس شروع ہوئی تو وہاں پر ایک پچاس کے لگ بھگ عمر کا آدمی ویڈیو کال پر نظر آیا۔اس نے آذر بائجانی زبان میں ویڈیو کال پر نظر آنے والے آدمی سے حال حوال پوچھا ہے۔اب وہ آزر بائیجان پڑھنے جارہی تھی تو اس لیئے اون لائن کلاس لیکر آذر بائیجانی زبان سیکھ رہی ہے۔

اسے ہر نئے دن نئی نئی زبانیں سیکھنے کا شوق ہے پاکستان میں بولی جانے والی ہر زبان اسے آتی ہے۔

باہر ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔جس نے موسم کو کافی خوشگوار بنادیا ہے۔

آدھے گھنٹے کی کلاس لیکر وہ کمرے سے باہر نکل کر آئی۔

تو اب صحن میں چارپائیاں نہیں رکھی ہوئی ہیں سائڈ پر دیوار سے لگی رکھی ہوئی ہے۔

اندھیرے نے کراچی کو اپنے حصار میں لے لیا صحن میں ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے۔

www.novelsclubb.com

صرف کچن سے ہلکی آواز میں باتوں کی آواز آرہی ہے۔یقیناً ارباب اور رباب کچن میں کھڑی کوئی نئی ریسیپی تیار کرنے میں مصروف ہوگی یہ ان کا روز کا معمول ہے۔ہر روز موبائل میں کوئی نا کوئی ریسیپی دیکھتی پھر اسے گھر پر ٹرائے کرتی آج بھی وہ وہی کر رہی ہیں۔اس کا ارادہ کچن میں جانے کا تھا پر دروازے پر ہوتی دستک نے اس کی توجہ کھینچ لی۔

آج دیر کر دی آبا۔دروازے پر اصغر صاحب ہیں۔

ہاں آج ایک دو اور کیس آ گئے تھے اس لیئے رکنا پڑا یہ اس وقت کچن میں کون ہے تمہاری ماں تو اس وقت عشا کی تیاری کر رہی ہوگی نا؟؟ وہ آگے بڑھے کچن کی لائٹ کھلی ہوئی دیکھی تو پوچھا۔

ارباب والے ہیں۔وہ دوروازہ بند کر کے ان کہ پیچھے چلنے لگی۔

ابو مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔

میں کمرے میں جارہا ہوں پانی لاؤ وہی بات کرتے ہیں۔

ابو کمرے میں امی نماز پڑھ رہی ہوگی یہاں چارپائی پر بیٹھ جاتے ہیں۔اصغر صاحب وہاں بیٹھ گئے اس نے دیوار کے ساتھ لگی چارپائی کو صحن کہ بیچوں بیچ رکھتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

غزل کچن میں آئی ارباب اور رباب نیچے بیٹھیں آٹا گوندھ رہی تھیں۔

یہ کس چیز کیلئے کر رہی ہو تم دونوں امی ڈانٹے گی۔

ابا آگئے ؟؟؟ارباب نے پوچھا۔

ہاں ! غزل بولی۔

امی تو ڈانٹتی رہتی ہے مسلہ نہیں ہے۔رباب بولی

ماشاءاللہ اب پھر شروع ہو گا آزربائیجان نامہ۔"رباب بیزاری سے تھال میں پانی ڈالتے ہوئے بولی۔

آٹا ارباب گوندھ رہی تھی تھال میں پانی رباب ڈال رہی ہے۔

کتنی مرتبہ کہا ہے کہ بکواس مت کیا کرو۔"بیزاری سے بولتے ہوئے وہ کونے میں رکھی ہوئی فرج کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

فرج کا دروازہ کھولا اس سے ٹھنڈے پانی کی بوتل نکالی، ریک میں رکھے گلاس کو اٹھایا اس میں پانی انڈیلا اور کچن سے باہر نکل گئی۔

سامنے چارپائی پر بیٹھے اصغر صاحب کی طرف پانی کا گلاس بڑھایا۔

ان کے ساتھ ہی چارپائی پر بیٹھ گئی۔

کچھ دیر دونوں کہ درمیان خاموشی رہی۔

اصغر صاحب نے پانی کا گلاس خالی کر کے اس کی طرف بڑھایا۔اس نے گلاس پکڑ لیا گلاس ابھی بھی ٹھنڈا تھا اسے یہ ٹھنڈک اچھی لگی۔

تم آزر بائیجان جانا چاہتی ہوں؟؟انہوں نے پوچھا

ہاں------------مختصر جواب

میری طرف سے اجازت ہے۔

اصغر صاحب اتنے سکون سے بولے کہ غزل کئی لمحے ان کا چہرہ دیکھتی رہ گئی۔

اسے کراچی کا خوشگوار موسم اور بھی خوشگوار لگا وہاں چلتی ٹھنڈی ہوا جب صحن میں لگے درخت کہ پتوں سے ٹکراتی تو اس کہ ٹکرانے سے جو آواز پیدا ہوتی وہ اسے دنیا کی سب سے پیاری آواز لگی۔یہ سب اسے جنت کہ جیسا لگا۔

"مگر میری ایک شرط ہے۔اگر وہ پوری ہو گئی تو ٹھیک ہے ورنہ تم یہاں کراچی کی کسی یونیورسٹی میں پڑھ سکتی ہوں۔"

درخت کے پتوں کی آواز ٹھنڈی ہوا سب بے معنی ہو گیا جنت اچانک دوزخ لگنے لگی۔

"ابا بیٹیوں سے شرطیں نہیں لگایا کرتے۔"اسے دکھ ہوا۔اسے پتہ تھا کون سی شرط ہے۔

"بیٹیاں بھی باپ کی مجبوری سے فائدہ نہیں اٹھاتی۔"انہوں نے اسی کہ انداز میں جواب دیا۔

"پہلے ہوا وہ میری نادانی کی وجہ سے ہوا تھا۔

"آپ مجبور نہیں ہیں۔مجھے جانے تو دیں میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں میں اپنے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ نگی۔"

"تم اب بھی نادان ہو تم نے زمانہ نہیں دیکھا یہاں کے لوگ تمہیں کھا جائے گے۔ تم اکیلی بازار نہیں جاسکتی آزربائیجان چلی جاؤگی بازار جانے کیلئے تمہیں میری یا عباس کی ضرورت ہوتی ہے۔ آزربائیجان اکیلی کیسے جاؤگی چھوڑدو جانے کی ضد۔" وہ سمجھاتے ہیں۔

"ابا میرے ساتھ شبنم بھی تو جارہی ہے۔ اسے بھی اسکالرشپ ملی ہے۔ میں اتنی بھی ڈرپوک نہیں ہوں جتنا آپ مجھے۔"

"بس کردو غزل۔" وہ چلائے۔

غزل چارپائی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم میری سوچ سے بھی زیادہ ڈرپوک ہو۔

تم ایک کمزور لڑکی ہو۔

تم نادان ہو۔

تم بے وقوف ہو۔

تم وہ لڑکی ہو جو اغواء ہو گئی تھی۔

تم وہ لڑکی ہو جسے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے۔

تم بہت کمزور ہوں۔

چھوڑ دو جانے کی ضد اگر جا بھی رہی ہو تو میری شرط مان لو۔"

"ابا نہ ہی میں آپ کی کوئی شرط مانوں گی اور نہ ہی میں جانے کی ضد چھوڑوں گی۔ بہتر ہے۔ آپ مجھے آزر بائیجان جانے دیں ورنہ۔۔۔"

وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔"ورنہ کیا؟؟؟"

"ورنہ۔۔۔"وہ تھوڑا آگے آئی ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بنا ڈرے بولی۔

"میں اس گھر سے بھاگ کر آزر بائیجان جاؤں گی۔"

اس کہ الفاظ ختم ہوئے ہی تھے کہ اصغر صاحب نے اس کہ چہرے پر زناٹے دار تھپڑ مارا۔

اتنی تیزی سے تھپڑ مارا کہ اغزل کو اپنا گال جھلستا ہوا محسوس ہوا، اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ نے اپنی بیٹی کو مارا۔" وہ بے یقینی سے بولی۔

"جو بیٹیاں باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتی ہے نا ان کہ ساتھ ایسا ہی کیا جاتا ہے
۔"

ارباب اور رباب کچن سے باہر آ گئی، عباس بھی چھت سے نیچے آ گیا۔ شاید وہ کمرے سے باہر بیٹھا ہوا تھا اس لیئے آواز با آسانی اس تک پہنچ گئی۔

شکر کرو کہ میں نے تمہیں صرف تھپڑ ماری ہے تمہیں نہیں مارا۔"

دادی اور زرین بھی کمروں سے باہر آ گئی۔

ابو خیر ہے مار کیوں رہے ہیں؟" عباس ان دونوں کہ درمیان میں کسی دیوار کی طرح کھڑا ہو گیا۔

گھر سے بھاگنے کی دھمکی دے رہی ہے تمہارے خیال میں مجھے کیا کرنا چاہیئے۔؟؟

وہ ایسا ہی کرے گی نا۔ ابو اگر وہ جانا چاہتی ہے تو جانے دے زور زبردستی آپ اسے روکے گے تو۔۔۔

پیسے کتنے ہے تمہارے پاس؟اصغر صاحب نے اس سے پوچھا۔

کیا مطلب؟؟؟

کیونکہ مجھے لگتا ہے تمہاری ناولز خریدنے کیلیئے پیسے ختم ہو گئے ہیں جو بہن کی طرف داری کر رہے ہوں کیونکہ یہ تمہیں مجھ سے لڑ کر پیسے لیکر دیتی ہے۔

زرین اور دادی بھی حیرت سے اسے دیکھنے لگیں۔

ابو یہاں غزل کی بات ہو رہی ہے یہ بات کہاں سے آگئی۔عباس کو حیرت ہوئی۔

رباب اور ارباب جو پیشانی پر بل ڈالے یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی ایک دھم قہقالگا کر ہنس پڑی۔

زرین نے ان دونوں کو آنکھیں دیکھائی۔

غزل افسوس سے اپنے باپ کو کو دیکھے گئی۔

"اسے جانے دے۔"عباس اس بار التجا کرنے والے انداز میں بولا۔

www.novelsclubb.com

"ابو میری بات کو سمجھیں اسے جانے دے اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہی اپنی تلاش بھی مکمل کرے گی۔اب ایسا بھی نہیں ہے میں واقعی چاہتا ہوں کہ یہ چلی جائے ورنہ یہاں حمنہ اس کیلئے رو رو کر اپنے آپ کو بیمار کر دے گی۔"

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہوں کہ یہ غزل کی طرف اشارہ کیا جس چیز کی تلاش میں جا رہی ہے اسے وہ وہی ملے۔"

"ایک فون کال پر اس کا یوں بے وقوفوں کی طرح جانا مجھے سمجھ نہیں آ رہا۔"

"ابو وہ فون کال سچی ہے میں سچ کہہ رہی ہوں۔"

غزل عباس کو ان دونوں کہ درمیان سے پیچھے کرتے ہوئے بولی۔

"آپ مجھے جانیں دے پلیز۔"وہ التجا کرنے لگی۔

"غزل تم ایک عام سے بریسلٹ کیلئے آزر بائیجان جاؤ گی، گم ہو گیا تو بس چھوڑ دو۔"زرین آگے آئی۔

"امی پہلی بات وہ عام بریسلیٹ نہیں ہے نہ آپ کیلئے نہ میرے لیئے آگر آپ کیلئے ہے بھی تو میرے لیئے نہیں ہے۔ پلیز کم از کم آپ تو اسے ایک عام سا بریسلیٹ نا کہے آپ کی بیٹی کا تھا۔"

اس کہ بعد زرین کچھ نہیں بولی۔

"مرے ہوئے لوگوں کی چیزیں بھی مر جاتی ہے پھر تم کیوں مرنے جارہی ہوں بیٹا۔" اس بار اصغر صاحب بے بسی سے بولے۔

"آبو مرے ہوئے لوگوں کی چیزیں ہی تو انہیں ہماری زندگیوں میں زندہ رکھتی ہے۔"

پورا کراچی گواہ ہے فلسفیانہ باتوں میں غزل اصغر سے کوئی نہیں جیت سکتا۔

اصغر خاموشی سے کمرے میں جانے لگے۔

"آپ کو ماننا پڑے گا۔" پیچھے سے وہ تیز آواز میں بولی۔

"ابو میں جاؤں گی چاہے میں جتنی بھی کمزور کیوں نا ہوں۔"

"بہت ہی نافرمان اولاد ہو تم۔" زرین غصے سے بولی۔

www.novelsclubb.com

الحمدللہ غزل ڈھٹائی سے بولی۔

میری زندگی کہ دن بھی پتہ نہیں کب پورے ہونگے ورنہ یہاں تو ہر روز آزر بائیجان نامہ سننے کو ملتا ہے۔دادی بڑبڑاتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

ارباب اور رباب دوبارہ خاموشی سے کچن میں چلی گئی عباس بھی اوپر چلا گیا۔

زرین کچن میں جانے لگی جب پیچھے سے غزل بولی۔

"امی کچن میں مت جائے گا۔"

کیوں؟؟زرین نے پوچھا۔

"آپ کو ہارٹ اٹیک آجائے گا۔"غزل جلدی سے بول کر کمرے میں چلی گئی۔

اب پیچھے سے زرین کی تیز تیز آواز میں ان دونوں کو ڈانٹنے کی آواز آرہی تھی۔

وہ خاموشی سے آکر کمرے کی ساری لائٹ بند کر کے صرف زیرو بلب جلا کر اپنے بیڈ پر سو گئی رات کا کھانا وہ نہیں کھاتی تھی۔

☆☆☆☆

صبح اس کی آنکھ دس بجے کھلی وہ جلدی اٹھی کالج سے اسے ایف ایس سی کی ڈی ایم لینے جانا تھا۔

اس نے سادہ سی سیاہ شلوار قمیض کہ ساتھ سرخ دوپٹا سر پہ پہنا ہوا تھا سیاہ بال ایک چوٹی میں باندھے وہ اچھی لگ رہی ہے۔

موسم پہلے کی طرح گرم ہو گیا جیسے روز ہوتا ہے۔آج آسمان صاف تھا دھوپ نکلی ہوئی ہے۔

ارباب اور رباب اسکول گئی ہوئی ہیں۔اصغر صاحب بھی ہسپتال چلے گئے۔عباس یونیورسٹی ،زرین اس وقت دادی۔کے کمرے میں ہو گی اس کارخ دادی کہ کمرے کی طرف تھا۔کمرے میں داخل ہوتے ہی سامنے بیچوں بیچ ایک سنگل بیڈ رکھا ہوا تھا ڈریسنگ روم بھی بنا ہوا تھا۔واش روم بھی اسی کہ اندر تھا۔

بیڈ پر زرین اور دادی بیٹھیں خاندان میں ہوئے کسی مسلے کو ڈسکس کر رہی ہیں۔

"امی میں کالج جا رہی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

کس کے ساتھ؟؟زرین نے پوچھا۔

"خود جاؤں گی۔"

"خود چلی جاؤ گی ڈر نہیں لگے گا"زرین نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں امی آزر بائیجان بھی تو اکیلے ہی جانا ہے۔"

"آزر بائیجان تم شبنم کہ ساتھ جاؤ گی اب بھی شبنم کو فون کرو کہ وہ تمہارے ساتھ جائے۔"

"امی شبنم کی کچھ دنوں میں منگنی ہے اسے سو کام ہونگے وہ فارغ تھوڑی ہے میں خود چلی جاؤ گی

۔"

"تم خود نہیں جا پاؤ گی شبنم کو بولو ورنہ ضرورت نہیں ہے جانے کی۔"زرین دو ٹوک لہجے میں بولی کہ بار بار مجھے ایک ہی بات یاد دلاتے رہتے ہیں۔

"ایک چھوٹا سا حادثہ ہوا تھا میرے ساتھ میں اسے بھولنے کی کوشش کر رہی ہوں اور آپ سب ہے کہ مجھے بھولنے ہی نہیں دے رہے۔

میں اپنی زندگی میں آگے بڑھنا چاہتی ہوں۔

مگر پتہ نہیں آپ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے میں خود اکیلی چلی جاؤ گی پہلے بھی تو جاتی تھی نا اب بھی جاؤ گی۔" جلدی جلدی بولتے اس کی سانس پھول گئی تھی۔ زرین کے کچھ اور بولنے سے پہلے ہی وہ کمرے سے باہر آ گئی۔

اماں آپ اسے دیکھ رہی ہیں۔۔۔ غزل رکو۔۔" زرین اس کہ پیچھے باہر نکل گئی

وہ برآمدے کو عبور کر کے صحن میں آ کر رکی۔

"امی پلیز مجھے جانے دے آگر مجھے ڈر لگا تو میں عباس کو فون کر دو گی ویسے بھی کالج اتنا دور نہیں ہے پلیز امی۔" وہ منت کرنے لگی۔

"نہیں غزل اصغر ناراض ہونگے تمہیں پتہ تو ہے مت جاؤ بیٹا یا پھر مجھے لے چلو۔"

"امی دادی گھر میں اکیلی ہونگی میں چلی جاؤ گی۔ امی ایک حادثہ مجھے ساری زندگی قید نہیں کر سکتا ۔"

www.novelsclubb.com

"ایک حادثہ تمہیں قید کر چکا ہے۔ تمہیں اس سے رہائی نہیں مل سکتی تم اس پنجرے میں بند ہو چکی ہوں ہمیشہ کیلئے اگر زور زبردستی کر کے نکلنا چاہو گی تو ہاتھ زخمی ہو نگے مت کرو۔" زرین بے بسی سے بولی۔

غزل کی آنکھیں نم ہونے لگی۔

"امی کبھی کبھار پنجرے سے آزاد ہونے کیلئے زخمی ہونا پڑتا ہے۔ چاہے کوشش کرتے کرتے ہاتھ ہی کیوں نہ کٹ جائے۔

میں جانتی ہوں اگر میں اکیلی گھر سے باہر قدم رکھوں گی تو مجھے ڈر لگے گا شاید دوبارہ بھاگ کر گھر آجاؤں مگر۔" وہ لمحے بھر کو رکی آنکھوں سے آنسوں نکل کر اس کہ گالوں کو بھگو رہے تھے۔ زرین کی آنکھیں بھی بھیگ گئی۔

"مگر میں کوشش کرتے رہنا چاہتی ہوں میں نے اپنے آپ کو کھو دیا ہے۔ مجھے اپنے آپ کو تلاش کرنا ہے۔ مجھے آپی بہن کا بریسلیٹ تلاش کرنا ہے چاہئے مجھے آزر بائیجان ہی کیوں نا جانے پڑے میں وہ غزل نہیں ہو جو آپ کا اور ابا کا فخر تھی جو بہادر تھی۔ مجھے پہلے والی غزل بننا ہے۔"

وہ آگے بڑھ گئی گھر کا داخلی دروازہ کھول کر وہ باہر جا چکی تھی زرین رہی بے بسی سے کھڑی رہ گئی۔

محلے سے نکل کر اس نے ایک رکشے کو روکا اس کی ٹانگیں کانپ رہی ہے، پورا جسم لرز رہا ہے۔

رکشے والے کو اس نے کالج کا ایڈریس بتایا۔

اس کا گلا خشک اور پورا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا تھا وہ اتنی مظبوط نہیں تھی جتنی وہ اپنی ماں کہ سامنے بن کر آئی تھی۔

"بھائی کب پہنچے گا کالج۔؟؟

رکشے کو چلے ہوئے دو منٹ بھی نہیں ہوئے تھے کہ اس نے پوچھا۔

"بہن ابھی تو رکشا آپ کہ علاقے سے بھی نہیں نکلا پھر اتنی جلدی کیسے پہنچے گے۔" وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہے۔

www.novelsclubb.com

اس کہ موبائل پر کال آنے لگی اس نے اپنی گود میں رکھے ہوئے پرس سے موبائل نکالا ان نون نمبر ہے۔

اس نے تھوک نگلا گلا بار بار خشک ہو رہا تھا۔

اس نے گلا تر کر کے کال اٹینڈ کی۔

ہیلو!

ہیلو غزل اصغر کیسی ہوں۔؟؟

امید ہے تم نے مجھے یاد رکھا ہو گا

فون کہ اس طرف مردانا آواز سنائی دی

"تم کون ہو؟؟"

"میں وہ ہوں جس کیلئے تم اپنی فیملی سے لڑ رہی ہو۔"

اس کا کالج پہنچ چکا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کی پوری دنیا رک گئی

رکشہ کالج کہ آگے رکا وہ اتری پرس میں سے کچھ پیسے نکال کرر کشے والے کو دیئے رکشے والا اس سے کچھ کہہ رہا تھا مگر اس کیلیئے باقی آوازوں کی گردش بند ہو گئی۔

شاید رکشے والا پیسوں کہ بارے میں کچھ کہہ رہا تھا۔

وہ رکشے سے کچھ دور آئی۔

اس نے پرس میں سے کچھ اور پیسے نکال کرر کشے والے کو دیئے اس کہ ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"میں تمہاری لیئے آپنی فیملی سے نہیں لڑ رہی اپنی بہن کہ بریسلیٹ کیلیئے لڑ رہی ہوں۔"

اس کا گلا پھر خشک ہو گیا۔

آنکھیں ایک بار پھر نم ہونے لگیں۔

"آئندہ مجھے فون مت کرنا" غصے سے بول کر اس نے فون کاٹ دیا۔ اس نے قدم گیٹ کی طرف بڑھائے مگر پھر رک گئی۔ اسکی پوری دنیا رک گئی۔ یہ اس کا کالج نہیں ہے۔

وہ کہاں آگئی اس نے سر اٹھا کر بند گیٹ کو دیکھا پھر ادھر اُدھر نظریں دوڑائیں وہاں کا علاقہ خالی ہے۔اس کی نم آنکھیں اب بہنے لگی۔

یااللہ وہ کہا آگئی اس نے تو رکشے والے کو سہی ایڈریس بتایا تھا پھر اس نے غلط جگہ کیوں اتارا اس کہ ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر نیچے گر گیا۔

اسے یاد نہیں آرہا کہ جب وہ فون پر بات کر رہی تھی رکشے والے نے اسے کچھ کہا تھا۔اسے یاد نہیں کیا کہا تھا اس کے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا اب وہ کیا کرے آگر پھر کسی نے اسے اغوا کر لیا، پھر اس کا کیا ہوگا پچھلی بار تو وہ بچ گئی تھی اس بار کیسے بچے گی۔

ابا کو پتہ چل گیا تو وہ اس پر طنز کرے گے آبا اور اماں اسے تانے دے گے اب تو وہ آزر بائیجان جانے کی ضد بھی نہیں کر پائے گی۔

وہ کیا کرے اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔رکشے والا بھی چلا گیا۔

"میں کیا کروں اللہ میری مدد کر۔"آنسوں اس کی آنکھوں سے نکل کر گالوں کو بھگو رہے ہیں۔

وہ وہی نیچے بیٹھ گئی سر گھٹنوں میں دے کر تیز آواز میں رونے لگی۔

تھوڑی دیر اسی طرح روتے رہے کہ بعد اس نے سر اٹھا کر ادھر اُدھر دیکھا شاید کوئی رستہ ہوں مگر وہاں صرف میدان ہی میدان ہے۔اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے زمین پر گرا ہوا موبائل اٹھایا۔

فون کس کو کرے گی۔؟؟؟؟ابا کو۔۔۔۔۔۔نہیں۔

عباس کو ہاں وہ اس کی مدد کرے گا۔

اس نے بہتی آنکھوں کانپتے ہاتھوں سے عباس کا نمبر ڈائل کیا رنگ جا رہی تھی یہاں سے دور عباس کی یونیورسٹی کہ ردو ڈیپارٹمنٹ کی کلاس میں بیٹھے عباس کا موبائل تھرتھرایا کلاس میں صرف پروفیسر کی آواز گونج رہی تھی جو عباس کہ موبائل پر آنے والی کال کی وجہ سے رک گی۔ پروفیسر نے سوالیہ نظروں سے عباس کو دیکھا۔

سوری سر گھر سے فون ہے میں اٹینڈ کر کے آتا ہوں۔

پروفیسر نے سر ہلا دیا وہ کال اٹینڈ کر کے موبائل کان سے لگائے کلاس سے کوریڈور میں آگیا۔

www.novelsclubb.com

کیاہوا غزل؟؟

خیر ہے؟؟

و۔۔و۔۔وہ م۔۔می۔۔میں یہاں پھنس گئی ہوں۔

وہ روتے ہوئے اٹکی ہوئی آواز میں بولی۔غزل کیا ہوًا ہے؟؟رو کیوں رہی ہوں؟؟تم کہاں ہوں ؟؟عباس نے پریشانی سے پوچھا۔

وہ میں آئی تھی یہاں ڈی ایم سی لینے مگر میں کالج میں نہیں ہوں۔

غزل تم رونا بند کرو یہ بتاؤ کہاں ہوں میں آرہاہوں فون مت کاٹنا وہ کوریڈور میں آگے بڑھتا جارہا تھا۔پیشانی پر پسینے کی ہلکی ہلکی بوندیں واضح طور پر نظر آرہی تھیں۔

مجھے بچاؤ عباس وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ کر زار و قطار رونے لگ گئی۔

پارکنگ ایریا میں آیا جلدی سے گاڑی اسٹارٹ کی اگلے دو منٹ میں وہ یونی ورسٹی سے باہر سڑک پر گاڑی دوڑا رہا تھا یونی ورسٹی میں چلتے پھرتے اسٹوڈنٹ نے اسے رک کر ضرور دیکھا۔

موبائل کو اسپیکر پر لگا کر ڈش بورڈ پر رکھ دیا۔

فون کہ اس طرف غزل کہ رونے کی آواز ابھی بھی آرہی تھی۔

"اف غزل تم رونا بند کرو تم اپنے موبائل کی لوکیشن کھولو میں اس کہ زریعے تم تک پہنچتا ہوں رونا بند کروں۔

جلدی کرو

جلدی لوکیشن کھولو۔

جلدی جلدی جلدی۔"

فون کہ اس طرف غزل کو تو جیسے اس کی بات سمجھ ہی نہیں آئی تھی۔

وہ تیز تیز آواز میں بولے جارہا تھا اب اس کا پورا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا تھا۔

"غزل اللہ کا واسطہ ہے رونا بند کرو۔" وہ اس بار چلایا تھا۔

"م۔۔۔ج۔۔۔مجھے کیا کرنا ہے۔" غزل اس بار ہوش میں آتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

"اپنے موبائل کی لوکیشن کھولو کال مت کاٹنا میری بات سمجھ میں آئی جلدی کرو۔"

"ٹھیک ہے میں کھولتی ہوں۔"

"عباس جلدی کرو میں نے کولیشن کھول دی ہے۔"

آدھے گھنٹے میں اس نہ لوکیشن ٹریس کر لی۔

لوکیشن ٹریس کر کے وہ اس جگہ پر پہنچا اس کا تو دماغ ہی گھوم گیا۔ یہ غزل کا کالج ہی تھا رکشے والے نے اسے کالج کہ پچھلے سائڈ پر اتارا تھا۔

وہ اسے ڈھونڈتے ہوئے پچھلی سائڈ آیا وہاں وہ نیچے زمین پر سر گھٹنوں میں دیئے دنیا جہاں سے بے خبر روئے جا رہی تھی۔ غزل بس کرو کتنا روگی۔ عباس بے بسی سے بولا۔

عباس کی آواز پر اس نے سر گھٹنوں سے نکال کر اٹھی بھاگتی ہوئی اس کہ گلے لگ گئی۔

اب وہ دوبارا رونے لگ گئی عباس خاموشی سے اس کا رونا سن رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہیں شرم نہیں آتی میں ڈر گئی تھی بولا تھا بھی جلدی آؤ۔پتہ نہیں اس رکشے والے نے مجھے یہاں کیوں اتارا میں نہ تو اسے سہی ایڈریس بتایا تھا۔"

وہ روتے ہوئے تیز تیز بولے جا رہی تھی۔

عباس خاموشی سے اس کہ سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کہ گلے شکوے سن رہا تھا۔حتی کہ قصور غزل کا تھا نا کہ عباس کا۔ٹھوڑی دیر اسی طرح اس کو ڈانٹتے ہوئے اس سے لڑتے ہوئے وہ اس سے دور ہوئی۔

آنسوں صاف کیئے زیادہ رونے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں سوجن بھی ہو گئی تھی اور آنکھیں جل بھی رہی تھی۔

غزل ادھر اُدھر ادھر دیکھو۔"عباس نے نرمی سے کہا۔

اس نے سر کو ادھر اُدھر گھمایا۔

کیا دیکھوں۔؟؟

یہ تمہارا کالج ہے۔وہ اس بار بھی نرمی سے بولا۔

یہ میرا کالج ہے؟؟اسے حیرانی ہوئی۔

وہ بند گیٹ کی سائڈ گئی تو وہاں اسے اسٹوڈنٹ گھومتے پھرتے ہوئے نظر آئے۔

جہاں وہ دونوں کھڑے ہیں۔خالی علاقہ گراؤنڈ کہ طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

اصل میں یہ جو گیٹ ہے وہ کسی پرانی لائبریری کا یے جواب استعمال نہیں ہوتی

جب کبھی اسٹوڈنٹ کہ درمیان ریس کا مقابلہ ہوتا تو وہ اس جگہ ہوتا تھا یہ زمین اسی کالج کی تھی

اس طرف کوئی بھی زیادہ نہیں آتا

عباس پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

اس نے گھوم پھر کر پوری تسلی کر لی یہ اس کا ہی کالج ہے۔

اس نے عباس کی طرف دیکھا،"مجھے یاد ہی نہیں تھا کہ یہ میرا ہی کالج ہے۔"وہ تھوڑی

شرمندگی سے بولی اسے اپنے اوپر غصہ آ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

آجاؤ گھر چلے۔"

"مگر مجھے ڈی ایم سی لینی ہے۔"

"جاؤ لیکر آؤ میں گاڑی میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"

آدھے گھنٹے بعد وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے۔عباس نے گاڑی اسٹارٹ کی گلا کھنکار کر بات شروع کی۔

"تمہیں لگا کہ یہ تمہارا کالج نہیں ہے۔"عباس نے بات کا آغاز کیا۔

"اب مجھے بتاؤ کیا ہوا تھا ایسا کیا ہوا جس کی وجہ سے تم نے اپنے کالج کو پہچان نہیں سکی۔"

"اس آدمی کی کال آئی تھی اس کی کال آئی تو میں ڈر گئی اور پھر اوپر سے رکشے والے نے مجھے کالج کی پچھلی سائڈ اتارا میں اس آنے والی کال کی وجہ سے اتنی ڈر گئی تھی کہ مجھے سمجھ ہی نہیں آیا کہ رکشے والے نے مجھے کیا کہا۔"

اپنی بات ختم کر کے وہ سر جھکا گی۔

"اب میری بات غور سے سنو غزل اگر ایسا ہی چلتا رہا تو تمہارا آزر بائیجان جانا ناممکن ہے۔اس طرح تمہیں ابا نہیں جانے دے گے۔ تم اس آنے والی کال کی وجہ سے اپنے ہوش و حواس کھو دیتی ہوں اور اوپر سے ابا کو اس کال پر بلکل بھی یقین نہیں ہے۔ایسے تو تمہارا جانا ناممکن ہے۔"

"تمہیں یقین ہے نا کہ میں سچ کہہ رہی ہوں ؟؟؟

اس نے بیچ میں پوچھا۔

ابا کی طرح مجھے بھی یقین نہیں ہے ہمیں کوئی پختہ ثبوت دو صرف یہ ہی نہیں یہ بھی ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم وہاں جا کر ڈرو گی نہیں۔"

"یہ تو مشکل ہے" وہ سر جھکائے ہوئے بولی۔

"پھر تم آزر بائیجان کیسے جاؤ گی تم اس شخص کی ایک کال پر اتنی ڈر گئی ہوں تو وہاں جا کر کیا کروں گی۔؟؟

دیکھوں غزل اگر تمہیں اپنی تلاش پوری کرنی ہے تو تھوڑی مضبوط بنو۔

تم صرف ایک اینٹ اٹھانے کی ہمت کروں باقی سارا کا سارا گھر خود بن جائے گا۔"

وہ اس سے دو سال بڑا تھا مگر آج اس نے ثابت کر دیا۔

"میں کوشش کروں گی۔"

"غزل انسان کوشش اسی لیئے کرتا ہے کہ وہ پورا نا سہی تھوڑا سا کامیاب ہو سکے۔

آج کوشش کی تھی ناناکام ہو گئی۔

"خیر یہ سب چھوڑو میں تمہیں سمندر لیکر چلتا ہوں کھلی فضا میں سانس لو تو تمہارا دماغ بھی کھلے۔"عباس مسکرا کر بولا۔

"وہ تو ٹھیک پر آگر ارباب والوں کو پتہ چل گیا تو ہم دونوں کا قتل ضرور ہو گا۔"وہ پہلی مرتبہ مسکرا کر بولی۔

"ان چل بلیوں کو بتائے گا کون۔"عباس نے بات ہوا میں اڑا دی۔"عباس تم ابا کو مت بتانا یہ سب جو آج ہوا۔"

"ویسے تمہیں یہ سب تمہیں مجھ سے کہنا نہیں چاہیے تھا یہ میں خود بھی کر سکتا ہوں۔"

گاڑی سمندر کنارے پہنچ چکی تھی۔

"ویسے پہلے کب میں نے تمہاری کوئی بات ابا کو بتائی ہے جو ابھی بتاتا۔"عباس خفگی سے بولا۔

"تمہارے پیٹ میں کوئی بات نہیں ٹھہرتی نا اس لیئے کہہ رہی ہوں۔" کھل کر مسکرائی۔

"اس معاملے میں تم لڑکیوں پر گئے ہو۔"غزل کہہ کر گاڑی سے نکلی ہوا کا تیز جھونکا اس کہ چہرے پر تھپڑ کی طرح لگا۔

"مجھے ایسی لڑکیوں سے کمپیر مت کروں مجھے سخت زہر لگتی ہے۔"وہ خفگی سے بولا۔

پھر وہ آگے بڑھے لگی سمندر کی لہروں کہ قریب جا رکی اس نے خاموشی سے آنکھیں بند کر کے ٹھنڈی ہوا کو محسوس کرنے لگی۔

مطلب تم اپنے آپ کو زہر لگتے ہو۔غزل مسکراہٹ دبا کر پوچھنے لگی۔

غزل کیا تم چاہتی ہو کہ میں ابا کو بتا دوں۔

غزل نے کوئی جواب نہیں دیا۔

اس نے دور کھڑے گاڑی سے ٹیک لگائے عباس کو آنے کا اشارہ کیا جو ہاتھ باندھے کھڑا ادھر سے اُدھر دیکھ رہا تھا۔

وہ چلتے ہوئے اس کہ ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہوا؟؟؟"

"کچھ نہیں ہوا سمندر آئے ہو تو انجوائے کرو تمہاری گاڑی کو کوئی نہیں لے کر جا رہا۔"

"سمندر کو تم انجوائے کرو کیونکہ میرا دماغ بند نہیں ہو گیا تمہارا ہو گیا ہے۔"

"کتنی مرتبہ کہا ہے کہ بکواس مت کیا کرو۔" غزل خفگی سے بولی۔

"جب سے پیدا ہوئی ہو تب سے ہی کہتی آ رہی ہوں۔ اب تو میں گنتی بھی بھول گیا ہوں"۔

عباس ہنستے ہوئے بولا۔

"بدتمیز." غزل اس کہ جواب میں صرف اتنا بولی۔

"ویسے عباس رکشے والے نے مُجھے اس طرف کیوں اتارا۔؟؟ غزل کو یاد آیا کہ یہ بھی پوچھنا ہے۔

"کیونکہ اس طرف کچھ پروبلم ہوگئی تھی۔اس لیئے رکشے والا تمہیں اس سائڈ لیکر آیا اور یقیناً اس نے تمہیں بتایا ہوگا مگر اس آنے والی ایک کال پر تم نے اپنے حواس کھو دیئے تھے۔تو تمہیں کیسے سنائی دیتا۔"عباس نرمی سے بولا۔

"ہاں مجھے یاد آیا رکشے والا مجھے کچھ کہہ رہا تھا مگر مجھے اِس وقت کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔اور اس چکر میں میں نے اسے اضافی پیسے دے دیئے۔"

افف اسے افسوس ہوا۔

"اور اگر تم وہی پیسے مُجھے دے دیتی تو میں جمع کر کے ناولز خرید لیتا افف غزل یہ تم نے کیا کر دیا۔
"

"لگتا ہے تمہارے پیسے ختم ہو گئے ہیں۔جو مجھ سے زیادہ تمہیں افسوس ہو رہا ہے۔"غزل سوچنے والے انداز میں بولی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں بلکل ٹھیک لگتا ہے۔اب تم مجھے ابا سے پیسے لیکر دو گی۔"

مگر یہ کام تم خود بھی کر سکتے ہوں۔"

"میں کر سکتا ہوں۔یہ کام مگر لڑکیوں سے زیادہ کوئی بھی اس کام کو خوبصورت طریقے سے نہیں کر سکتا۔۔۔وہ اپنے ابا سے پیسے ایسے مانگتی ہے جیسے ان کا باپ نہیں وہ کماتی ہوں۔۔اور ہم بیچارے لڑکے جب مانگتے ہیں اسپیشلی میں جب ابا سے پیسے مانگتا ہوں تو وہ مجھے اس طرح دیکھتے ہیں جیسے میں نے پیسے ناولز خریدنے کیلئے نہیں

کسی لڑکی کو ڈنر کروانے کیلئے لے رہا ہوں۔"ساری دنیا کا افسوس عباس کہ لہجے میں نظر آرہا ہے۔

غزل قہقہ مار کر ہنسی تھی اس کی باتوں پر۔

"دیکھوں میرے پیارے بھائی دکھ مت کرو تمہیں پیسے مل جائے گے۔"ہنستے ہوئے اس نے اسے تسلی دی۔

ابا سے پیسے دلوانے والی بات کر کے تم نے میرا دل جیت لیا۔"عباس مسکرا کر بولا۔

"کوئی بات نہیں مہینے میں تقریباً تین چار بار میں تمہارا دل جیت لیتی ہوں اب تو عادت ہو گئی ہے۔ تمہارا دل جیتنے کی چلو اب گھر چلے۔" غزل گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔ عباس بھی اس کہ پیچھے چل پڑا۔

عباس اسے گھر چھوڑ کر دوبارہ یونی ورسٹی چلا گیا۔

☆☆☆☆

وہ سیدھا اپنے کمرے میں آ گئی ہاتھ منہ دھو کر کچن میں آ گئی کچھ کھانے کیلئے کیوں کہ وہ ناشتہ کر کے نہیں گئی تھی۔

زرین کچن میں اس کہ پیچھے آ کر کھڑی ہو گئی۔

ڈی ایم سی لیکر آ گئی۔؟؟ زرین نے پوچھا۔

ہاں... غزل کٹوری میں انڈہ پھینٹتے ہوئے بولی۔

"سہی سلامت پہنچ گئی تھی ڈر نہیں لگا پتہ" نہیں وہ کیا جاننا چاہتی تھی۔

"جی امی سہی سلامت پہنچی تھی تو آپ کہ سامنے دوبارہ سہی سلامت کھڑی ہوں۔"

"عباس کو کیوں بلایا تھا۔؟؟"زرین مشکوک نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"سمندر گئے تھے ہم گھومنے پھرنے اسی لیئے بلایا تھا۔"

"تم ڈی ایم سی لینے گئی تھی یا سمندر گھومنے۔؟؟"

"امی آپ کیا جاننا چاہتی ہے۔؟؟اسے غصہ ہی آگیا۔

"وہی جو تم بتانا نہیں چاہتی"۔

"جب میں بتانا نہیں چاہتی تو بس کردے مت پوچھے۔امی یا تو مجھے سکون سے کھانا بنانے دے یا پھر بنا کردے تاکہ میں سکون سے کھا نا سکو۔مجھے بھوک لگی ہے۔"

"جاؤ کمرے میں بناتی ہوں۔تم نے تو کچھ بتانا نہیں کہ آج تمہارے ساتھ کیا ہوا۔"زرین خفگی سے بولی۔

"امی میرے ساتھ کچھ بھی نہیں ہوا میں بس تھوڑا سا بلکہ زیادہ ساڈر گئی تھی۔

میں دادی کہ کمرے میں جارہی ہوں۔"

"اور امی ابو کو مت بتائے گا یہ بات ورنہ مجھے طعنے سننے پڑے گے۔ جو میں نہیں سننا چاہتی۔"

"تم مجھے چغل خور سمجھ رہی ہو۔" زرین غصے سے بولی۔

"امی آپ خود اپنے کو کہہ رہی ہے میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا۔" وہ مسکراہٹ چھپا کر بولی۔

"اچھا امی فرج سے ٹھنڈا پانی نکال کر پیئے کراچی کا ٹیمپریچر پہلے ہی بہت زیادہ ہے۔ آپ غصہ کر کے اس میں اور اضافہ مت کریں۔"

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" زرین ہاتھ میں پکڑی چھری اس کی طرف بڑھاتے ہوئے غصے سے بولی۔

غزل بول کر جلدی کچن سے نکل گئی۔

دادی کہ کمرے میں آئی تو دادی بیڈ پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھی۔

"دادی آج کل کیا کر رہی ہے۔" وہ بیڈ کہ ایک طرف لیٹتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

"اپنی زندگی کہ دن گن رہی ہوں کہ کب ختم ہو گی۔" دادی سکون سے بولی۔

"کیوں خیر ہے۔ زندگی کہ دن کیوں گن رہی ہے۔" غزل حیران ہوئی۔

"اسی لیئے گن رہی ہوں کہ کب ختم ہو گے۔"

"دادی یہ کیا بات ہوئی۔" وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"آپ کو کیسے پتہ کہ آپ اتنے دن زندہ رہوں گی۔ موت اچانک آتی ہے۔ ابھی بھی آسکتی ہے۔ کل کو یا پھر پرسوں کو، گنتی ان چیزوں کی ہوتی ہے۔ جن کی تعداد پتہ ہوں۔ موت نے آپ کو بتایا ہے۔ کہ میں اتنے دنوں میں آؤ گی اتنے دن رہ گئے ہے میرے آنے میں تم دن گنتی رہو۔" غزل خفگی سے بولی۔

www.novelsclubb.com

"غزل تم جانے کی ضد چھوڑ دو تمہارے پاس حمنہ کی اور بھی بہت سی چیزیں ہے وہ بریسلیٹ ہی تمہیں کیوں چاہیئے۔"

"وہ بریسلٹ میرے لیئے اہم ہے۔وہ ان ساری چیزوں سے زیادہ قیمتی اور خوبصورت ہے۔میں آپ لوگوں کو اس کی اہمیت نہیں بتا سکتی۔پتہ نہیں آپ سب کو کیا ہو گیا ہے۔اسے عام بریسلیٹ بنا دیا ہے۔"وہ دوبارہ لیٹ گئی۔اسے برا لگا تھا۔دادی اس کہ بعد کچھ نہیں بولی خاموشی سے تسبیح کہ دانے گراتی رہی۔

☆☆☆☆☆

رات کراچی پر چھانے لگی وہ مغرب کی نماز پڑھ کر لیپ ٹاپ اٹھا کر اپنے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ارباب اور رباب اوپر عباس کہ ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔عباس انہیں کسی ناول کی کہانی سنا رہا ہو گا اور وہ بیزاری سے سن بھی رہی ہو نگی۔زرین اور دادی کچن میں کھانے کی تیاری میں لگی ہو نگی اصغر صاحب ہسپتال میں ہونگے وہ کارڈیولوجسٹ ہیں۔

خیر اس سب کو چھوڑ کر ہم غزل اصغر کی طرف آتے ہیں لیپ ٹاپ کی اسکرین جلا کر وہ بیٹھی ہوئی ہے۔ابھی کلاس شروع ہونے میں آدھا گھنٹہ رہتا ہے۔مگر پتہ نہیں اسے کیا جلدی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ خاموشی سے لیپ ٹاپ کی چمکتی ہوئی اسکرین کو دیکھتی رہی تھی تب سائڈ ٹیبل پر رکھا اس کا موبائل بجا۔

"شبنم کالنگ"

"اسلام وعلیکم کیسی ہو، شبنم۔" اس نے خوش اخلاقی سے سلام کیا۔

"میں ٹھیک ہوں تم کہاں گم ہو اگلے ہفتے میری منگنی ہے اور تم گھر میں بند ہو کر بیٹھی ہو۔" فون کہ اس طرف شبنم کہ شکوے شروع۔

"تمہاری منگنی اگلے ہفتے میں ہے۔ اب میں تمہارے پاس آکر کیا کرو اور میں ویسے بھی فارغ نہیں ہوں اون لائن کلاسس لیتی ہوں تمہیں پتہ تو ہے۔" ناخنوں کو دانتوں تلے کترتے ہوئے اس نے بے چینی سے کہا۔

"کلاس تو تم اس وقت لیتی ہوں۔ اس کہ بعد ہم بازار چلے گے شاپنگ کرنے۔"

"ٹھیک ہے کل کو چلے گے۔" غزل نے جیسے بات ختم کی ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"غزل انکل نے تمہیں اجازت دے دی آزر بائیجان جانے کی۔"شبنم نے پوچھا۔

"ابھی تک تو نہیں لیکن میں لے لو گی۔"

"پر تمہیں انکل منا کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"آچھا شبنم میں فون رکھ رہی ہوں میری کلاس شروع ہو گئی ہے۔"

غزل بیچ میں اس کی بات کاٹ کر بولی۔

"اووو اچھا ٹھیک ہے۔پھر ہم کل کو ملتے ہیں۔آللہ حافظ۔"

"اللہ حافظ"غزل نے جلدی بول کر کال کاٹ دی۔

کب تک لوگوں کہ سوالوں سے بھاگو گی غزل اصغر اس نے دل میں سوچا پھر لیپ ٹاپ کی چمکتی ہوئی اسکرین کو دیکھا

کلاس شروع ہونے میں ابھی وقت ہے۔غزل اصغر لوگوں کہ سوالوں سے بچنے کیلئے جھوٹ بول دیتی ہے۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

کمرے سے باہر کچن میں آؤ تو دادی کرسی پر بیٹھی ہوئی ہے۔خاموشی سے زرین کی باتوں کو سن رہی ہے۔جو باتوں کہ ساتھ ساتھ دیگچی میں چمچ گھماتی جا رہی تھی۔

تب ہی ان کا فون بجا شبنم کی کال ہے۔

"اسلام وعلیکم کیسی ہوں بیٹا؟"

"میں ٹھیک ہوں آنٹی مجھے آپ سے غزل کہ مطلق بات کرنی ہے۔"

"غزل کہ مطلق کیا بات کرنی ہے۔؟؟؟"زرین کا دیگچی میں چمچا ہلاتا ہاتھ رک گیا دادی اسے غور سے دیکھنے لگی۔

"ابھی میری اس سے بات ہوئی ہے۔اسے ہو کیا گیا ہے۔پہلے مجھ سے آدھا گھنٹہ بات کرتی تھی۔اور اب دو منٹ بھی مشکل سے بات کی ہے۔پہلے خاندان میں کوئی فنکشن ہوتا تھا۔یا کسی کی شادی وغیرہ ہوتی تھی۔تو وہ خوشی خوشی ہر فنکشن میں حصہ لیتی تھی۔اور اب میری منگنی ہے۔تو وہ کوئی دلچسپی ہی ظاہر نہیں کر رہی ہے۔"

www.novelsclubb.com

"دیکھوں شبنم بیٹا پہلے حمنہ بھی ہوتی تھی۔اس کہ ساتھ اور پورا خاندان گواہ ہے۔حمنہ میں جان بستی تھی اس کی اب وہ ارباب رباب اور عباس کہ علاؤہ کسی سے زیادہ بات نہیں کرتی ہے۔میں نے اسے بہت سمجھایا ہے۔مگر اس پر تو کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا۔

خیر تمہیں اس سے کیا شکایت ہے۔"زرین گہری سانس لے کر بولی اس کا ہاتھ دوبارہ دیگچی میں چلنے لگا۔

آنٹی کل تک وہ مجھے میرے گھر میں چاہئے کل کا سارا دن وہ میرے ساتھ گزارے گی۔اور یہ کام آپ نے کرنا ہے۔ورنہ میں آپ سے ناراض ہو جاؤ گی۔

اچھا ٹھیک ہے۔وہ آجائے گی اور کوئی بات کرنی ہے۔یا میں فون رکھ دو میرا سالن جل رہا ہے۔

نہیں اللہ حافظ آنٹی اور کوئی بات نہیں کرنی ہے۔

اللہ حافظ بیٹا

کیا بول رہی تھی دادی نے پوچھا

کچھ نہیں غزل جو خود سے بیزار ہو گئی ہے۔اس کہ بارے میں شکایت کر رہی تھی۔

خیر چھوڑ دے میں آپ کو کیا بتا رہی تھی۔زرین نے دوبارہ سے اپنی بات شروع کی۔

زرین اور دادی کو ادھر کچن میں باتیں کرتے ہوئے چھوڑ کر ہم اوپر چھت پر آتے ہیں۔ چھت کا صحن بھی اتنا ہی ہے۔جتنا نیچے کا صحن ہے۔سارا صحن خالی ہے۔ایک طرف ایک کمرہ بنا ہوا ہے۔یقیناً وہ عباس کا کمرہ ہے۔کمرے میں داخل ہوتے ہی

کمرے کہ بیچوں بیچ بیڈ رکھا ہوا ہے۔تینوں دیواروں پر شیلف لگائے گئے ہیں۔ جس میں ناولز کو ترتیب سے رکھا گیا ہے۔

پورے کمرے میں ای سی کی ٹھنڈک پھیلی ہوئی ہے۔کمرہ بلیک اور وائٹ کلر سے ڈیکوریٹ کیا گیا ہے۔بیڈ پر وہ تینوں بیٹھے ہوئے ہیں۔رباب اور ارباب نے ہاتھ میں بڑے بڑے چائے کہ کپ پکڑ رکھے تھے۔نیند سے ان دونوں کی آنکھیں

بند ہو رہی تھیں۔

مگر عباس کی ناول کی کہانی سننا ضروری ہے۔وہ تو صرف سن رہی تھی۔ سمجھ انہیں کچھ بھی نہیں آ رہا تھا۔

"پھر تم دونوں کیا کہتی ہوں۔اینڈنگ کیسی ہو گی۔"عباس پوری کہانی سنانے کہ بعد گہری سانس لیکر بولا۔

مجھے تو لگتا ہے۔ہیروئن مر جائے گی۔"ارباب جمائی لیتے ہوئے بولی۔

"ارے ہیروئن کیوں مرے گی۔وہ تو فلحال ہیرو سے ناراض ہے۔اور سخت ناراض ہے۔"

"تو مرے گی کیوں۔؟؟عباس حیرت سے پوچھنے لگا۔

کیونکہ بھائی ہیروئن کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا نا۔"ارباب بولی

"پھر خون کافی بہہ گیا ہیرو کہ دوست نے بلڈ دیا۔"رباب نے یاد دلایا۔

"ایکسیڈنٹ کب ہوا؟عباس کو حیرت پہ ہوئے جا رہی تھی۔

"بھائی آپ نے ہی تو بتایا تھا کہ ہیروئن کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔"

"پر وہ تو پہلی اپی سوڈ تھی۔میں تو اینڈ نگ کا پوچھ رہا ہوں۔اینڈ نگ کیسی ہو گی۔تم دونوں کہ خیال میں۔"

اینڈ نگ کا ہی تو بتا رہے ہیں۔بھائی کہ آخر میں ہیر وئن مر جائے گی۔پھر بھی آپ بار بار پوچھ رہے ہے۔"اس بار رباب خفگی سے بولی۔اسے نیند آرہی تھی اور چائے بھی ٹھنڈی ہو گئی تھی۔

ہیر وئن کا ایکسیڈنٹ پہلی اپی سوڈ میں ہوا تھا۔"

وہ تو پہلی اپی سوڈ میں ہی ٹھیک ہو گئی تھی۔میں آخری اپی سوڈ کہ بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ سمجھ کیوں نہیں رہی تم دونوں۔"اسے غصہ ہی آگیا۔

"آپ نے آخری اپی سوڈ کہ بارے میں کب بتایا۔"رباب نے حیرت سے پوچھا۔

"میں نے بتایا تھا۔ابھی آخری اپی سوڈ آنے میں وقت ہے۔سیکنڈ لاسٹ کہ بارے میں بتا رہا تھا۔تم دونوں ابھی تک وہی کھڑی ہوں۔"

"بھائی ہم تو پہلی اپی سوڈ کو ہی آخری سمجھ رہے ہیں۔اب ہمیں کیا معلوم کہ آپ نے سیکنڈ لاسٹ کہ بارے میں بھی بتا دیا ہے۔ہم نے سنا ہی نہیں۔"ارباب بیزاری سے بولی۔

"کیا تم لوگوں نے سوائے پہلی اپی سوڈ کہ دوسری میری بحث سنی ہی نہیں۔"عباس کو پہلے حیرت ہوئی پھر غصہ چھڑ گیا۔

"بھائی چھوڑ دے پہلی اور آخری اپی سوڈ کو ہمیں جانے دے۔ تھوڑی دیر آرام کرے گے۔ پھر ارکیمیڈیز کی بنائی ہوئی سلطنت میں جا کر وزیری بھی کرنی ہے۔وہ تو شکر ہے کہ آج میتھ کی ٹیچر نہیں آئی تھی۔ورنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

شٹ اپ عباس غصے سے چلایا۔ارباب بولتے بولتے رک گئی۔

"تم دونوں کو ناول کی کہانی بتاتے بتاتے میرا گلا خشک ہو گیا۔اور تم سید زادیوں کو سوائے پہلی اپی سوڈ کہ کچھ سمجھ ہی نہیں آیا۔"وہ غصے اور صدمے کی ملی جلی کیفیت سے بولا۔

"بھائی پر ہم سمجھے کہ شاید ہیروئن کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔تو وہ مر جائے گی۔ ہمیں کیا پتہ کہ ہیروئن تو بد قسمتی سے بچ گئی تھی۔اوآئی مین خوش قسمتی سے۔"عباس کی گھوری پر رباب جلدی سے بولی۔

"تم دونوں کہ خیال میں ہیروئن کا پہلی اپی سوڈ میں ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ تو کیا وہ آخری اپی سوڈ تک بستر پر پڑی رہے گی۔ اللہ تم دونوں کو ہدایت دے۔ یہ ناول پاکستانی رائٹر نے لکھ رہی ہے۔ انڈین رائٹر نہیں۔ افف میں تم دونوں کا کیا کروں اللہ جب عقل بانٹ رہا تھا۔ تم دونوں کہا تھی۔" عباس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

"جہاں آپ تھے۔ ہم بھی وہی ہی تھے۔ آخر آپ کی بہنیں ہیں۔" رباب سر جھکائے ہوئے بڑبڑائی۔

"ہم جا رہے ہیں۔ آپ یہ ناول کی کہانیاں کسی اور کو سنایا کیجئے ہماری بھلا سے ہیروئن مرے یا جیئے ہمیں کیا۔" ارباب غصے سے رباب کو بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

اگلے پانچ منٹ میں وہ دونوں اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی آرکیمیڈیز کی سلطنت میں وزیر بنی ہوئی تھیں۔

"تم دونوں کو کیا ہوا ہے۔ غزل اپنے بیڈ پر خاموشی سے بیٹھی موبائل چلا رہی تھی۔ ان دونوں کو اتنے غصے میں دیکھ کر پوچھا۔

"آپی ہم دو گھنٹے بھائی کہ ساتھ بیٹھ کر آیے ہیں۔آپ خود سمجھ جائے ہم کیوں غصے میں ہے"

رباب رف کاپی پر پینسل سے الفاظ گھسیٹتے ہوئے بولی۔

ہاہا غزل قہقہا مار کر ہنسی "ارے تم دونوں کو کس نے کہا تھا۔کہ اس ناولز کہ دیوانے کہ پاس جاؤ۔"

غزل دوبارہ موبائل اٹھا کر چلانے لگی۔

"آئندہ تو نہیں جائے گے میری تو توبہ ہے۔"رباب کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولی۔جیسے سچ میں نہیں جائے گی۔

ابورات کا کھانا کھاتے ہیں؟"غزل نے اچانک منہ موبائل سے اٹھا کر پوچھا۔

نہیں!رباب بولی۔

"آج کھائے گے۔کیونکہ میں بناؤ گی۔"وہ بیڈ سے اتری قمیض پر آئی شکینں ٹھیک کی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کوشش کرتی رہے۔ابا کو راضی کرنے کی مگر کامیاب نہیں ہو نگی۔" پیچھے سے ارباب منہ کاپی میں دیئے ہوئے بولی۔

"اگر ابا نہیں مانے تو میرے پاس اور دوسرے بہت سے طریقے ہیں۔" وہ بنا مڑے سخت لہجے میں بولی۔

ہمم گھر سے بھاگنے کے طریقے" ارباب کا سر ہنوز جھکا ہوٗا تھا۔

دو سیکنڈ کہ اندر اندر غزل کا چہرہ سرخ ہوا۔وہ دروازے سے پلٹ کر ارباب کہ بیڈ کہ سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔

"تمہیں کتنی مرتبہ کہا ہے۔بکواس مت کیا کرو۔تم چھوٹی ہوں۔چھوٹی رہوں۔"

ارباب اٹھی اس کہ ساتھ آکر کھڑی ہو گئی۔اس کہ چہرے پر سنجیدگی واضح طور پر نظر آرہی تھی۔

"آپی آج ایک بات بتادے۔ہم آپ کی بہنیں نہیں ہے۔کیا جو آپ حمنہ آپی کہ ایک بریسلیٹ کیلئے ہمیں چھوڑ کر جانا چاہتی،ٹھیک ہے۔

میں چھوٹی ہوں۔میں چھوٹی ہی رہتی ہوں۔کیونکہ ہمارے معاشرے میں اگر کوئی عمر میں چھوٹا سچ بول دے تو اسے چپ کروانے کیلئے یہ بول دیتے ہیں۔تم چپ کرو تم چھوٹی ہوں۔کیونکہ وہ کڑوا سچ بولتا ہے۔آج آپ بھی وہی کر رہی ہے۔"

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔؟؟؟غزل کا غصہ جھاگ کی طرح بہہ گیا۔اب اس کہ چہرے پر حیرت ہی حیرت ہے۔

رباب نے کاپی بند کی ان دونوں کہ ساتھ جا کر کھڑی ہو گئی۔"ارباب کیوں بحث میں پڑ رہی ہوں۔تمہارا کیا جا رہا ہے۔آ گروہ جانا چاہتی ہے۔"رباب ماتھے پر بل ڈالے ہوئے بولی۔

"میرا سب کچھ جا رہا ہے۔تمہارا سب کچھ جا رہا ہے۔کیونکہ غزل اصغر ہمیں چھوڑ کر جانا چاہتی ہے۔یہ ہماری۔۔۔"غزل کی طرف اشارہ۔

"بہن ہے۔مگر اسے اس بہن سے محبت ہے۔جو مر چکی ہے۔اسے ہم سے محبت نہیں ہے۔ اسے صرف حمنہ آپی سے محبت ہے۔"

ارباب دوبارا بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی۔ سر جھکا کر کاپی پر لفظ گھسیٹنے گی۔ ہاتھوں میں پکڑی پینسل ہولے ہولے سے لرز رہی تھی۔

"تم مجھے ایسا سمجھتی ہوں۔" غزل صدمے سے نڈھال ہوتے ہوئے بولی۔

"جھوٹ نہیں بول رہی ہوں۔"ارباب اصغر کا سچ ہر کسی کو کڑوا لگتا ہے۔

غزل کہی لمحے خاموشی سے اسے تکتی رہی۔ پھر اسی خاموشی کہ ساتھ کمرے سے نکل گئی۔

رباب نے افسوس بھری نظر ارباب ہر ڈالی پھر اپنے بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی۔

رات کہ گیارہ بجے سب برآمدے میں بنے کمروں میں سے ایک کمرے میں جو ہال کی طرح ہے۔ دوسرے کمروں کہ مقابلے یہ کمرہ کافی بڑا ہے۔ چاروں طرف بڑے بڑے صوفے رکھے گئے ہیں۔ نیچے جگہ چھوڑی گئی ہے۔ وہی نیچے گھر کہ سارے افراد بیٹھے ہوئے ہیں۔

دستر خوان مختلف قسم کہ لوازمات سے سجایا گیا ہے۔ یہ غزل اصغر نے کیا ہے۔ اسے اپنی بات بھی منوانی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

روز کہ معمول میں بیٹھے جانے والے افراد میں سے دو لوگوں کا اضافہ ہوٗا ہے۔ غزل اصغر، اور اصغر عثمان۔

خاموشی سے کھانا کھایا گیا۔ غزل کا بنایا گیا کھانا بس ٹھیک ہی ہے۔ اسے اچھا کھانا بنانا نہیں آتا کھانے سے فارغ ہو کر سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ پیچھے غزل اصغر اور اصغر عثمان بچ گے۔ اب وہ دونوں وہاں رکھے صوفوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

"تم ظہیر سے شادی کر لو پھر جانا چاہتی ہو تو چلی جاؤ میری صرف یہی شرط ہے۔ اور کچھ نہیں مانگ رہا میں تم سے اگر ظہیر سے شادی نہیں کرو گی تو میں تمہیں نہیں جانے دوں گا۔" انہوں نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

www.novelsclubb.com

"آپ میری شادی ظہیر سے اسی لیئے کروانا چاہتے ہیں کہ میں اس سے شادی کہ بعد محفوظ رہوں گی۔ پر وہ تو پھر بھی یہی رہے گا۔ اب وہ یہاں ہو گا وہاں اس سے ہوا نکاح میری حفاظت تھوڑی کرے گا۔ سمجھے بات کو ابا رشتے زبردستی سے نہیں بنتے۔" وہ بے بسی سے بولی۔

"تمھیں ظہیر نے نہیں بتایا کہ اسے بھی آزربائیجان سے اسکالرشپ ملی ہے۔وہ بھی جائے گا۔"

اصغر صاحب کو حیرت ہوئی۔

"کب ملی اس کو اسکالرشپ؟؟؟ان سے زیادہ غزل کو حیرت ہوئی۔

"مصروف ہوگا اسی لیئے نہیں بتایا خیر اب تو ساری بات کلیئر ہوگئی اب تو تمھیں کوئی مسلہ نہیں ہونا چاہیئے۔"

ابو ظہیر کو اسکالرشپ مل گئی۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اس سے شادی کرلوگی۔

شادی سے انکار کرنے کی صرف یہی وجہ نہیں ہے۔اور بہت سی وجوہات ہیں۔جسے آپ نہیں سمجھ سکتے۔"وہ کچھ دیر ان کہ جواب کی منتظر رہی پھر خاموشی سے صوفے سے اٹھی۔

"ابو آپ مجھے ایئرپورٹ پر چھوڑنے تو آیئے گے نا؟؟

"تم میری اجازت کہ بغیر جاؤ گی۔"انہیں حیرت کہ ساتھ ساتھ صدمہ بھی پہنچا۔

"آپ سے اجازت مانگ مانگ کر تھک گئی ہوں۔اب اس کہ علاوہ میرے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔

"بس ایک باپ ہونے کی خاطر صرف یہ کردیجیۓ گا کہ شبنم کہ سامنے یہ ظاہر ہونا چاہئے کہ آپ نے مُجھے اجازت دے دی۔"

کیونکہ ظہیر اور ہماری فیملی کہ علاوہ کسی کو یہ معلوم نہیں کہ میں دو مہینے پہلے اغواء ہو گئی تھی۔

بس مجھ پر یہ احساس کردیجیۓ گا۔" وہ کہہ کر رکی نہیں وہاں سے چلی گئی۔وہ وہی بے بسی سے بیٹھے رہ گئے۔

ڈریسنگ روم میں ڈریسنگ ٹیبل کہ سامنے وہ بیزاری سے کھڑی تیار ہو رہی تھی۔زرین نے اسے بتادیا تھا۔کہ آج شبنم کہ ساتھ جانا ہے۔

دوپہر کہ بارہ بج رہے تھے۔اس نے کچھ سوچ کر عباس کو فون ملایا اس وقت وہ فری ہوتا ہے۔

یونی ورسٹی میں بیل جارہی تھی۔یہاں سے دور عباس کی خالی کلاس میں صرف پانچ اسٹوڈنٹ

بیٹھے کسی ٹوپک کو ڈسکس کر رہے تھے۔ان میں سے عباس بھی تھا۔اس کہ موبائل پر کال آنے
نکلا "یااللہ خیر "لگی غزل کا نمبر دیکھ کر اس کہ منہ سے بے اختیار

کال اٹینڈ کی۔

کیا ہوا غزل دیکھوں رو نا مت سہی سے آنکھیں کھول کر ادھر اُدھر نظریں دوڑاو تم سہی جگہ پر
پہنچی ہو گی۔"وہ پریشانی سے جلدی جلدی بولا۔

"عباس مجھے بولنے تو دو میں گھر میں ہی ہوں۔آج میں شبنم کہ ساتھ شاپنگ پہ جارہی ہوں

"اچھا شاپنگ پہ جارہی ہوں میری اجازت کی ضرورت ہے۔میری طرف سے اجازت ہے۔
میں ان بھائیوں میں سے نہیں ہوں جو بلاوجہ بہنوں پابندیاں لگاتے ہیں۔۔۔۔۔۔

"چپ بلکل چپ۔"غزل نے اس کی بات بیچ میں کاٹ دی۔

"تم سے اجازت کس نے ہے۔بڑے آئے مجھے اجازت دینے والے میری بات پوری تو سن لو
بیچ میں بولنا ضروری نہیں ہوتا۔"اسے غصا ہی آگیا۔

فون کہ اس طرف کچھ دیر کی خاموشی کہ بعد غزل کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"بولو کیا ہے۔؟؟عباس کا بھائیوں والا سارا رعب جھاگ کی طرح بہہ گیا۔اب وہ دوستانہ انداز میں بات کر رہا تھا۔

"میں اور شبنم شاپنگ پہ جا رہے ہیں۔میں یہ کہہ رہی ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ چلو۔۔۔۔

"میں کیوں چلو منگنی شبنم کی ہو رہی ہے۔میں تم لوگوں کہ ساتھ گھوم گھوم کر کیوں اپنی ٹانگوں کا پانی ختم کرو، شبنم نے جوڑا ایک لینا ہوتا ہے۔تین گھنٹے پورا شاپنگ مال میں گھماتی ہے۔تم دونوں خود چلی جاؤں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"عباس میری پوری بات تو سن لو اب بیچ میں مت بولنا اس بار وہ زیادہ غصے سے بولی۔

مجھے باہر جانے سے ڈر لگ رہا ہے۔اور میں نے شبنم سے پوچھا ہے۔ظہیر بھی ہمارے ساتھ نہیں جا رہا تم چلو نا ہمارے ساتھ۔"

"تمہیں کیا ہو گیا ہے۔پہلے تم شبنم کہ ساتھ اکیلی ہی جاتی تھی۔اب میں کیوں چلو۔"اس بار غصہ کرنے کی باری عباس کی تھی۔

"باہر نکلا خود اکیلے کل کو تم آزر بائیجان جاؤگی تو کیا وہاں تمہیں میری ضرورت پڑے گی وہاں بھی مجھے فون کروگی۔۔۔۔"

"عباس!!"

غزل کی آنکھوں میں آنسوں تیرنے لگے اس کا دل کیا فون سے نکل کر اس کا منہ نوچ لے اسے ہر کوئی ایسا کیوں بول رہا ہے۔پہلے ابا طعنے دے رہے تھے۔اب عباس۔

"غزل یہی وجہ ہے۔ابا تمہیں باہر جانے نہیں دے رہے۔میں نہیں آؤ گا۔تم خود شبنم کہ ساتھ جاؤگی۔جب تک شاپنگ کر کے واپس نا آجاؤ تب تک مجھ سے بات مت کرنا۔"عباس نے کہہ کر کال کاٹ دی۔

غزل بے یقینی سے موبائل کی تاریک اسکرین کو دیکھتی رہ گئی۔پہلے ابا پھر ارباب پھر عباس سب نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اگر کوئی رہ گیا ہے تو وہ دادی اور اس کی ماں ہے۔وہ وہی ڈریسنگ ٹیبل کہ ساتھ نیچے لگ کر بیٹھ گئی گھٹنوں میں سر دیئے خاموشی سے رونے لگی۔

www.novelsclubb.com

تھوڑی دیر روتے رہنے کہ بعد وہ اٹھی واش روم میں گئی منہ پر پانی کہ چھینٹے ڈالے باہر نکل آئی ڈریسنگ ٹیبل کہ ساتھ کھڑی تیار ہونے کہ تھوڑی دیر بعد وہ شبنم کہ ساتھ گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی۔

"کیا ہوُا ہے غزل۔" شبنم اسے خاموش دیکھ کر بولی۔

"تم کچھ پریشان لگ رہی ہوں۔ اگر کوئی مسلہ ہے تو مجھے بتاؤ کہی میں تمہیں زبردستی تو نہیں لے کر آگئی تمہاری آنکھوں کو کیا ہوُا ہے۔ سوج گئیں ہے۔" شبنم پریشانی سے بولی۔

"کیونکہ میری زندگی خراب ہو گئی ہے۔ آنکھیں تو سوجے گی ہی نا۔" وہ ہلکی آواز میں بڑبڑائی۔

"کچھ بولا کیا؟؟" شبنم نے نا سمجھی سے پوچھا

کہی میں تمہیں زبردستی تو نہیں لیکر آگئی۔؟؟ شبنم نے پریشانی سے پوچھا حتیٰ کہ اسے یہ پوچھنا نہیں چاہئے تھا۔

"تم مجھے بلکل زبردستی لیکر آئی ہوں۔ میرا کوئی موڈ نہیں تھا شاپنگ پر جانے کا امی نے کہا تم ناراض ہو رہی تھی۔ اس لیئے آگئی۔" اُفف اس لڑکی کو سچ بولنے کی بیماری تھی۔

"میں تو اب بھی ناراض ہوں لیکن خیر ہے۔ تم آ گئی اتنا ہی کافی ہے۔" شبنم کی بات پر وہ ہلکا سا مسکرائی۔

گاڑی ایک شاپنگ مال پر آ کر رکی وہ دونوں اتری مال کہ اندر تو ایک نئی ہی دنیا تھی لوگ ہنستے مسکراتے ہوئے ادھر سے اُدھر گھومتے پھرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

غزل کیلیے یہ سب نیا نہیں ہے۔ وہ حمنہ کہ ساتھ ہر روز شاپنگ ہر آتی رہتی تھی صرف شاپنگ مال ہی نہیں وہ دونوں ہر روز کہی نا کہی گھومنے ضرور جاتی آج دو مہینے بعد وہ باہر گھومنے آئی تھی ۔اسے ان سب چیزوں سے کوفت ہونے لگی۔ وہ وہی رک گئی۔

"غزل کیا ہوا رک کیوں گئی۔؟؟؟ شبنم آگے بڑھ گئی پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسے ادھر کھڑے دیکھ کر پوچھنے لگی۔

کچھ نہیں آ رہی ہوں۔ وہ آگے بڑھ گئی۔ اب وہ دونوں تیسرے فلور پر تھی۔

شبنم یہ والا لو منگنی کہ حساب سے یہ ہی ٹھیک رہے گا" غزل ایک بینگنی رنگ کہ کام دار جوڑے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

"ہمم میں بھی یہی دیکھ رہی ہوں۔اچھا تم جاؤ اس حساب سے کوئی جیولری دیکھ کر آؤ چوتھے فلور پر جیولری کی شاپ ہے۔" شبنم وہاں ہینگ کیئے ہوئے دوسرے جوڑوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس سے بولی۔

غزل خاموشی سے چھوتے فلور پر آگئی اسے ڈر تو لگ رہا تھا پر شبنم سے کیا کہتی اگر کہہ دیتی کہ وہ بھی اس کہ ساتھ چلے تو شبنم نے اس سے ہزاروں سوال کر دینے تھے۔ جیولری کی شوپ پر اس نے کچھ سیٹ نکلوائے ان میں سے ہی ایک منتخب کر دیا۔پھر اپنے لیئے بھی ایک سیٹ نکلوایا وہ لے کر اٹھی ہی تھی جب اس کہ موبائل پر کال آنے لگی۔کال کیا آئی اس کی تو دنیا ہی رک گئی۔

"فون اٹھاؤ غزل۔" اس کہ پیچھے سے کوئی جانی پہچانی آواز آئی۔

www.novelsclubb.com

وہ مڑی پیچھے عباس کو کھڑا دیکھ کر حیرت سے اس کا منہ کھل گیا۔"فون اٹھاؤ غزل" اس بار عباس غصے سے بولا فون بج بج کر بند ہو گیا۔اس نے موبائل کی تاریک اسکرین کو دیکھا پھر بنا عباس کو کوئی جواب دیئے وہ شاپ سے باہر نکل آئی۔

"غزل میری بات سنو۔" وہ اس کہ پیچھے چلنے لگا۔

"تم اس شخص کو دوبارہ کال کرو۔" وہ خاموشی سے دوبارہ تیسرے فلور کی طرف بڑھ گئی۔

"غزل میں نے تمہیں کچھ کہا ہے۔ فون کرو اس کو اور کھری کھری سناؤ۔" وہ اس کہ ساتھ ساتھ چلتے ہوئے بولا۔

"میرے پیچھے مت آؤ عباس۔" وہ بیزاری سے بولی۔

"تم تو نہیں آرہے تھے۔ پھر کیوں آئے۔" لوگوں کہ رش میں وہ اوپر چھڑنے والی سیڑھوں سے تھوڑا فاصلے پر رک گئی۔ اس کی طرف تیکھی نظروں سے دیکھا۔

"اب تو آ گیا ہوں نا اس سے پہلے کہ شبنم تمہیں ڈھونڈتی ہوئی یہاں تک اجائے اسے فون کر دیا پھر باہر چلو ہم باہر چل کر اس سے بات کرتے ہیں۔ دیکھوں غزل تم آزر بائیجان جاؤ گی۔ وہاں میں نہیں ہونگا جو تمہیں شاپنگ مال یا پھر کہی اور لیکر جاؤ گا۔"

پھر آج کیوں آیئے؟؟ آج بھی نا آتے" وہ خفگی سے بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں بھائی ہو تمہارا مجھے فکر ہو رہی تھی۔اب اتنا بھی ظالم نہیں ہوں۔جو جب میری بہن بلائے گی۔تو میں نہیں آؤ گا۔جو میں بول رہا ہوں وہ کرو چلو باہر۔" وہ کچھ دیر اسے خاموشی دیکھتی رہی۔پھر اگلے پانچ منٹ بعد وہ دونوں باہر عباس کی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑے تھے۔غزل نے فون ملا کر کان سے لگایا رنگ جا رہی تھی۔اس طرف بیٹھا شخص نمبر دیکھ حیران ہوا تھا پھر اس کہ چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"تم نے مجھے فون کیا ہے۔اور وہ بھی میرے فون کرنے کہ دس منٹ بعد۔" فون کہ اس طرف بولنے والا شخص اسے زہر سے کم نہیں لگا۔

"ویسے تو میں یقین کرنے کہ معاملے میں بہت زیادہ مظبوط ہوں۔مگر آج میرا یقین کمزور پڑ گیا مجھے یقین نہیں آ رہا کہ تم نے مجھے دبارہ فون کیا۔"

عباس نے اسے فون اسپیکر پر لگانے کو کہا غزل نے نفی میں سر ہلایا پھر وہاں پارکنگ ایریا میں آتے جاتے لوگوں کی طرف اشارہ کیا مطلب لوگ باتیں سنے گے۔

"مجھے ایک بات بتاؤ کیا تمہاری کوئی بہن ہے۔؟؟

www.novelsclubb.com

کیوں تم کیوں پوچھ رہی ہوں۔؟؟فون کہ اس طرف بیٹھنا شخص ایک بار پھر حیران ہوا۔

"میری مرضی تم صرف بتاؤ اگر تمہیں یاد ہو تو دو مہینے پہلے تم نے مجھے فون کر کے یہ کہا تھا کہ میرا بریسلیٹ تمہارے پاس ہے۔۔۔۔۔۔۔"

"تمہارا نہیں تمہاری بہن حمنہ کا۔"فون کہ اس طرف بیٹھے شخص نے جیسے اس کہ سر پر بم پھوڑا ہو۔

"تمہیں کیسے پتہ وہ میری بہن کا بریسلٹ ہے۔"وہ تعجب سے بولی۔

"تم مجھے گوگل سمجھ سکتی ہوں۔مجھے صرف تمہارے بارے میں ہی نہیں تمہاری پوری فیملی کہ بارے میں معلومات حاصل ہے۔"

"پھر ایسے گوگل پر لانت بھیجتے بھیجتے تھکو گی نہیں اب میری بات مت کاٹنا ورنہ تمہاری شہ رگ کاٹتے ہوئے میں بلکل بھی ہچکچاوں گی نہیں۔"وہ غصہ ضبط کرتے ہوئے بولی۔

"مجھے بتاؤ تمہاری کوئی بہن ہے۔یا نہیں۔؟؟

www.novelsclubb.com

"میں بھی تم سے یہی پوچھ رہا ہوں کہ آخر تم مجھ سے یہ سوال کیوں پوچھ رہی ہوں۔؟؟فون کہ اس طرف بیٹھا شخص اب جھنجھلا کر بولا۔

"تم نے ایک مہینے پہلے مجھے فون کر کے یہ کہا تھا۔کہ ہسپتال میں جس نے مجھ سے بریسلیٹ چھینا تھا۔وہ تم تھے۔ تمہیں مجھ سے کوئی کام ہے۔اگر وہ میں کردوگی۔تو مجھے میرا بریسلیٹ مل جائے گا۔وہ کام مجھے آزر بائیجان آکر کرنا پڑے گا۔تمہارا وہ کونسا کام ہے۔؟؟اور اپنا نام بھی بتاؤ پچھلے دو مہینوں سے نامعلوم شخص بن کر بات کر رہے ہوں۔"وہ تیز تیز بولے جا رہی تھی۔کہی یہ نا ہو کہ وہ ڈر کر اپنی بات پوری نا کرسکے۔

"تمہیں میرا نام آزر بائیجان آکر پتہ چلے گا۔اور میری بہن ہے۔یا نہیں اس سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔میں تم سے کونسا کام کروانا چاہتا ہوں یہ بھی تمہیں آزر بائیجان آکر پتہ چلے گا۔ تمہیں اگر اپنی بہن کا بریسلٹ چاہیئے تو جو میں کہہ رہا ہوں۔وہ کروں۔"اس نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا غزل اس کہ غصے سے ڈری ضرور تھی۔مگر اس نے آج ایک فیصلہ ضرور کردیا تھا۔کہ وہ چاہے جتنا ڈرے ہمت نہیں ہارے گی۔اس طرف سے فون کٹ گیا تھا۔وہ وہی گاڑی کہ ساتھ

لگی نیچے بیٹھ گئی۔اس کی ٹانگوں میں ہمت نہیں تھی۔کہ وہ کسی نامعلوم شخص کہ سامنے ہمت دکھانے کہ بعد سیدھی کھڑی رہے۔

"مجھے پانی مل سکتا ہے۔؟؟اس کی آواز میں لرزش تھی دل اتنی زور سے ڈھڑک رہا تھا کہ اس کہ دھڑکنے کی آواز اسے باہر تک سنائی دے رہی تھی۔

"کیاہوا غزل۔؟؟عباس نے پریشانی سے پوچھا۔

"اچھا تم یہاں سے اٹھو گاڑی میں بیٹھوں۔"عباس نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا گاڑی کا فرنٹ دور کھول کر اسے بٹھایا۔

دوسری طرف خود آکر بیٹھا پانی کی بوتل اس کی طرف بڑھائی غزل نے اسے ایک ہی سانس میں ختم کیا کچھ دیر گہرے گہرے سانس لینے کہ بعد وہ ریلیکس ہو گئی۔

میری پیاری بہن اس بے غیرت نے تمہیں کیا کہا ہے کچھ بتاؤ گی۔؟؟کیا ہوا۔؟؟

"کچھ نہیں بکواس کر رہا تھا۔میں نے اس سے اس کی بہن کا نام کیا پوچھ لیا۔اسے تو غصہ ایسے چڑھ گیا جیسے میں نے اس سے اس کی سانس مانگ لی ہو۔اپنی بہن کا نام نہیں بتا سکتا۔اور دوسروں کی بہنوں کو فون کر کے تنگ کر رہا ہے۔"

تم اس سے اس کی بہن کا نام کیوں پوچھ رہی تھی۔؟؟عباس نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں سوچ رہی ہوں۔تمہارا رشتہ لے کر جاؤ"غزل مسکرا کر بولی۔

"کیا؟؟؟تم پاگل ہوں میرا رشتہ لیکر اس لڑکے کہ پاس جاؤ گی جس نے تمہاری ناک میں دم کر کے رکھا ہوًا ہے۔"وہ حیرت اور غصے کی ملی جلی کیفیت سے بولا۔

"ارے میرے پیارے بھائی عصا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سوچو ذرا اگر اس کی بہن ناولز پڑھتی ہوں پھر تمہارا تو خواب پورا ہو جائے گا ناولز پڑھنے والی لڑکی سے شادی کرنے کا۔"غزل مسکراہٹ دبائے آنکھوں میں شرارت لیئے سنجیدگی

سے بولی۔

"گاڑی سے نکلو ورنہ آج تمہارا جنازہ میں پڑھاؤ گا"وہ غصے سے بولا۔

شبنم تمہیں ڈھونڈ رہی ہونگی اندر جاؤ۔"

"میں نہیں جاؤ گی شبنم کو فون کر کے بلاتی ہوں۔وہ باہر آ جائے گی۔تب تک تم مجھے آئسکریم کھلاؤ۔"غزل پر سکون انداز میں سیٹ سے ٹیک لگا کر بولی جیسے اسے عباس کہ غصے سے کوئی فرق ہی ناپڑا ہوں۔

عباس غصے سے گاڑی سے باہر نکل گیا۔پیچھے غزل قہقہامار کر ہنس پڑی۔پھر فون اٹھا کر شبنم کو کال کی

"کہاں ہو غزل جیولری لے لی۔؟؟فون کہ اس طرف شبنم کہ سوال شروع

"میں نے لے لی ہے۔تم باہر آ جاؤ عباس آیا ہے۔اس کہ ساتھ جائے گے۔"

"خیر ہے۔عباس کیوں آیا ہے۔ہم خود بھی جا سکتے ہیں۔وہ کیوں آ گیا۔اب سارے راستے میں بیٹھ کر کوئی ناول کی کہانی سنائے گا۔"شبنم سخت پریشان ہو گئی۔غزل ایک بار پھر قہقہا لگا کر ہنسی۔

کچھ نہیں سنائے گا وہ تم آ جاؤ باہر جلدی،"غزل آج کچھ زیادہ ہی مسکرا رہی تھی۔پر اس دنیا کہ لوگوں کو زیادہ مسکرانے والے لوگ زہر لگتے ہیں۔غزل اصغر شاید یہ بات بھول گئی ہے۔

تھوڑی دیر بعد شبنم پچھلی سیٹ پر بیٹھی عباس کی ناول کی کہانی سن رہی تھی۔اور ساتھ ساتھ غزل کو بھی گھورے جا رہی تھی جس نے کہا تھا کہ وہ کچھ نہیں سنائے گا۔غزل مسکراہٹ دبائے کھڑکی سے دیکھ رہی ہے۔زندگی کا کتنا خوبصورت منظر ہے۔پر زندگی ہمیشہ خوبصورت مناظر نہیں دیکھتی نا۔

☆☆☆☆☆☆

یہ منظر کراچی کہ شادی ہال کا ہے۔جہاں شادی تو نہیں منگنی ہو رہی ہے۔شبنم کی منگنی اسٹیج پر دلہا دلہن بیٹھے مسکراتے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔وہاں آئے مہمان ادھر سے اُدھر گھوم پھر رہے ہیں۔کچھ لوگ ایسے ہیں۔جو تصاویر نکال رہے ہیں۔کچھ وہاں پر رکھی گئی ٹیبل اور کرسیوں پر بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف ہیں۔ہر طرف شور ہی شور ہے۔ باتوں کا شور میوزک کا شور کچھ لوگ خاموشی سے اداس بیٹھے ہوئے ہیں۔ان کچھ میں سے ایک غزل اصغر ہے۔وہ ایک کرسی پر بیٹھی آتے جاتے ہنستے مسکراتے ہوئے لوگوں کو دیکھ رہی ہے۔ اس نے گرین کلر کا فراک پہنا ہوُا ہے۔

www.novelsclubb.com

کانوں میں گرین کلر کے جھمکے جس پر گولڈن رنگ کہ موتی لگائے گئے تھے۔اپنے سیاہ بال بغیر کوئی ہیئر اسٹائل بنائے ایسے ہی کھول دیئے ہیں۔اس کا دوپٹا گولڈن کلر کا ہے۔جسے اس نے ایک کندھے پر ڈال رکھا ہے۔ہلکا سا میک اپ کیئے وہ بہت پیاری لگ رہی ہے۔وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی۔کہ اچانک کوئی اس کہ سامنے والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

اس نے چونک کر بیٹھنے والے کو دیکھا سفید شلوار قمیض پہنے سیاہ بال جیل سے پیچھے سیٹ کیئے عام نین نقش والا ظہیر الدین اس کہ سامنے بیٹھا مسکرا رہا تھا۔اس میں سب سے زیادہ اس کہ بال خوبصورت ہیں۔گھنے اور چمکدار۔

غزل نے اسے دیکھا پھر مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

"کیسے ہوں۔؟؟"

"بندہ تو بلکل ٹھیک ہے۔تم سناؤ تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی۔انکل نے پھر کچھ کہا ہے کیا؟؟" یہ شبنم کا بھائی ہے۔ظہیر الدین شبنم کی طرح اسے بھی سوال کرنے کی عادت ہے۔

"ابو نے کیا کہنا ہے۔ وہی غزل تم مت جاؤ آزر بائیجان وغیرہ وغیرہ یہی کہہ رہے ہے۔ میں نے بھی کہہ دیا ہے۔ آپ اگر روکنا چاہتے ہیں۔ تو روک لے مگر میں تو جاؤ گی۔ چاہئے مجھے بھاگ کر ہی کیوں نا جانا پڑے۔" غزل کی ساری اداسی ختم ہوئی ظہیر الدین جو آ گیا ہے۔ عباس کہ بعد اس کا سب سے اچھا دوست ظہیر الدین ہے۔

"ماشاءاللہ مجھے فخر ہے۔ تم پر کیا ہمت دیکھائی ہے تم نے۔" ظہیر مسکرا کر بولا۔

"طنز کر رہے ہوں مجھ پر۔" غزل نے اسے گھورا۔

"میری کیا مجال میں تمہارے اوپر طنز کرو، خیر اور سناؤ آزر بائیجان جا رہی ہوں پکا والا؟؟ انکل نے اور کچھ تو نہیں کہا۔؟؟" پتہ نہیں وہ کیا جاننا چاہتا ہے۔

"ابو نے آزر بائیجان جانے کی اجازت دی ہے۔ مگر ایک شرط پر جو میں پوری نہیں کر سکتی میں ایسا کچھ نہیں کر سکتی۔

پر ایک بات ہے۔ اگر میں نے ابو کی وہ شرط مان لی تو میں ان کی رضامندی سے آزر بائیجان جا پاؤ گی پر میں ایسا نہیں کر سکتی۔" غزل کہ چہرے پر افسوس واضح طور پر نظر آ رہا ہے۔

"مجھ سے شادی کی شرط ہے۔نا؟؟ ظہیر نے پوچھا۔

"ہاں یہی شرط رکھی ہے۔مگر میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

"میں بھی نہیں کرنا چاہتا" ظہیر روبوٹ کی طرح بولا۔

"تمہارااور میرا کوئی میچ نہیں ہے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہاہوں۔"

"تم میرے ٹائپ کہ نہیں نامیں تمہارے ٹائپ کی ہوں۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔"

غزل نے آنکھیں چھوٹی کرکے اسے گھورا۔"پھر تم یہاں بیٹھے میری تصحیح کیوں کررہے ہوں۔؟؟ابو کو جاکر منا کردو۔بولو کہ نہ میں راضی نہ غزل راضی پھر شادی کیسے ہوگی۔؟؟"

"پر میں نے انکل کو کہاہے۔کہ اگر غزل راضی تومیں راضی اگر غزل نہیں راضی تومیں بھی نہیں راضی۔" ظہیر معصومیت کہ سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا پھر یہ ٹھیک ہے۔جب میں نہیں راضی تو کیا کرے گا کاضی "غزل پر سکون انداز میں بولی۔

اور اگر ظہیر الدین راضی تو کاضی پوچھے گا قبول ہے۔" ظہیر مسکراہٹ دبا کر بولا۔

"اور اگر تم نے ایسا کیا تو میں تمہیں گنجا کر دو گی۔" غزل اسے گھورتے ہوئے بولی۔

"اسے نا کرو بہت مشکل سے میرے بال دوبارہ گھنے ہوئے ہیں۔ورنہ پچھلی مرتبہ تم نے قینچی سے اس طرح کاٹے تھے۔ایسے لگ رہے تھے۔جیسے میری بیوی مر گئی ہوں اور میں اس کہ غم میں بیٹھا ہوں۔" ظہیر دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر بولا۔

www.novelsclubb.com

"پتہ ہے۔غزل اصغر ایسا کرنے سے ڈرے گی نہیں۔"

"یہ تو بتاؤ تمہیں باکو یونی ورسٹی کہ لیئے اسکالر شپ ش ملی ہے۔تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا "غزل کو اچانک یاد آیا۔

"میں نے تمہیں کافی بار فون کیا تھا۔پر تم نے اٹھایا ہی نہیں اور میں ایڈمیشن وغیرہ کہ جھنجھٹوں میں مصروف تھا۔ورنہ تمہارے گھر چکر ضرور لگاتا خیر اب پتہ چل گیا نا تم آزر بائیجان جانے کی تیاری کرو دوسری باتوں کو چھوڑو میں اپنے دوستوں کو دیکھوں۔۔" ظہر اٹھتے ہوئے بولا۔غزل نے صرف سر ہلا دیا وہ اٹھ کر چلا گیا غزل نے نظریں ادھر اُدھر دوڑائیں ارباب اور رباب اسٹیج پر کھڑی شبنم کہ ساتھ تصویریں نکلوا رہی ہیں۔کچھ دیر بعد وہ دونوں اسٹیج سے اتری۔

رباب نے ارباب سے کچھ کہا ارباب کہ چہرے پر خفگی در آئی اس نے نفی میں سر ہلایا رباب نے پھر کچھ کہاں مگر اس نے پھر نفی میں سر ہلا دیا۔

www.novelsclubb.com

رباب نے افسوس سے اسے دیکھا پھر اس نے ادھر اُدھر نظریں دوڑائیں سے غزل ایک جگہ بیٹھی ہوئی نظر آئی۔وہ چلتی ہوئی اس طرف آنے لگی غزل نے اپنا چہرہ موڑ لیا اسے پتہ چل گیا کہ رباب نے ارباب سے کیا کہا۔بہت سے آنسوں اس نے اندر اتارے پھر اس نے موبائل اٹھا کر اس پر خوامخواہ انگلیاں چلانے لگی۔۔ تھوڑی بعد اس کہ ساتھ رباب بیٹھی تصاویر نکلوا رہی تھی۔

یہاں سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھی ارباب نے یہ منظر افسوس سے دیکھا،، وہ اپنی بہن سے ناراض تھی۔ مگر غزل کو اپنی چھوٹی بہن کو منانا چاہیئے تھا۔ مگر غزل اصغر نے ایسا کچھ نہیں کیا۔

ارباب کہ دل میں اس کیلئے ناراضگی اور بڑھ گئی۔

اج کی رات کراچی کہ ایک گھر پر بہت اداسی لیکر آئی ہے۔ غزل اپنے بیڈ پر بیگ کھولے اس میں اپنی ضروری سامان اور چیزیں رکھ رہی ہے۔ رباب اپنے بیڈ پر بیٹھی خاموشی سے غزل کو دیکھ رہی ہے۔ اس کی آنکھیں بھیگی ہوئی ہے۔ اس کہ برعکس غزل کی آنکھوں میں کوئی دکھ نہیں ہے۔ وہ خاموشی سے آزربائیجان جانے کی تیاری

www.novelsclubb.com

کر رہی ہے۔ باہر صحن میں چارپائی پر ارباب خاموشی سے آنسوں بہا رہی ہے۔ کچن میں زرین دیگچی میں چمچ ہلانے کہ ساتھ ساتھ دوپٹے سے آنکھیں بھی پونچ رہی ہے۔ اوپر عباس ناول پڑھنے کی ناکام کوشش کرتا دیکھائی دے رہا ہے۔ پھر بے زار ہو کر کتاب بند کر دی کتاب

شیلف میں رکھ کر چھت سے نیچے آگیا۔ارباب کو چارپائی پر سر جھکائے بیٹھا دیکھ کر اس کی طرف آگیا۔اس کہ ساتھ خاموشی سے بیٹھ گیا۔

"رو رہی ہوں۔؟؟کچھ دیر کی خاموشی کہ بعد عباس نے نرمی سے پوچھا۔

ہمم" ارباب نے بھیگی آنکھوں سے سر ہلا دیا۔

"رونے سے وہ رک تو نہیں جائے گی نا پھر رونے کا کیا فائدہ۔؟؟

"حتی کہ میرے رونے سے انہیں رک جانا چاہیے۔" وہ زکام زدہ آواز میں بولی۔

"وہ ابا کی بات نہیں مان رہی۔تم کس خوش فہمی میں ہو کہ وہ تمہارے لڑنے سے رک جائے گی۔"

آپ بولے شاید آپ کی بات مان جائے۔ارباب آنکھوں میں امید لیئے بولی۔

مگر میں نہیں چاہتا کہ وہ رکے میں چاہتا ہوں کہ وہ چلی جائے۔دیکھو وہ کچھ سالوں بعد واپس آجائے گی۔ہمیں اس کی ہمت بڑھانی چاہیے۔

www.novelsclubb.com

اگر وہ پاکستان کو بھول گئی وہ اگر ہمیں بھول گئی تو پھر۔؟؟اس کہ لہجے میں خدشہ تھا۔

کوئی بھی اپنے ملک اپنے رشتوں کو نہیں بھولتا دو سالوں کی ہی تو بات ہے۔پھر وہ واپس آجائے گی۔"

"سارا مسلہ ہی سالوں کا ہے۔دنوں کا ہوتا تو ٹھیک ہے۔بھائی وہ ہماری بڑی بہن ہے وہ کیسے اپنی ماں دادی بہن بھائی باپ کو چھوڑ کر جا سکتی ہے۔؟؟انہیں ہم یاد نہیں آئے گے۔؟؟ایسا بھی کیا ہے۔اس بریسلیٹ میں جس کی خاطر وہ اپنے باپ کو ناراض کر رہی ہے۔اپنی بہن کو ناراض کر رہی ہے۔اپنی ماں کو ناراض کر رہی ہے۔"

تم اس سے ابھی بھی ناراض ہوں۔؟؟عباس نے بات بدلی

ہاں میں ناراض ہوں اور رہو گی۔ارباب خفا انداز میں بولی۔

"پردیس جانے والوں سے ناراض نہیں ہوا کرتے کیا پتہ پھر ان سے ملاقات ہو پائے یا نہیں"

ارباب کہ دل کو دھکا سا لگا۔اس نے خوف سے چہرہ موڑ کر عباس کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"اس لیئے تم اس سے ساری ناراضگی ختم کردو عباس وہاں سے اٹھ کر اصغر صاحب کے کمرے میں چلا گیا۔

وہ وہی بیٹھی رہ گئی۔

پردیس جانے والوں سے ناراض نہیں ہوا کرتے کیا پتہ پھر ان سے ملاقات ہو پائے یا نہیں۔"

☆☆☆☆☆

عباس کمرے میں داخل ہوا تو اصغر صاحب کمرے میں رکھے ایک صوفے پر بیٹھے آنکھوں پر عینک لگائے موبائل چلانے میں مصروف ہیں۔

اسے دیکھ کر عینک اتاری کر سامنے رکھی شیشے کی ٹیبل پر موبائل اور عینک دونوں رکھ دی۔

ابو مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔عباس ان کہ ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔

بولو میں سن رہا ہوں۔اصغر صاحب سنجید گی سے بولے۔

www.novelsclubb.com

ابو کچھ دن بعد غزل آزر بائیجان جا رہی ہے۔

جانتا ہوں اور اگر تم اس کی کوئی سفارش کرنے آئے ہوں تو یہاں سے جا سکتے ہوں۔ انہوں نے بیچ میں ہی اس کی بات کاٹ دی۔

میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ اسے پیسے دے ایڈمیشن وغیرہ کی فیس تو اس نے اپنی جمع پونجی سے پوری کرلی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابو کیا میں اندر آسکتی ہوں۔؟؟ عباس کی بات اُدھوری رہ گئی۔ جب بند دروازے کہ اس پار غزل کی آواز ان دونوں کو سنائی دی۔

"آجاؤ"

اجازت ملنے پر غزل دروازہ کھول کر اندر آئی۔ عباس کو دیکھ کر اسے کوئی حیرت نہیں ہوئی۔

کیونکہ وہ جانتی ہے۔ کہ عباس بھی وہی بات کرنے آیا ہو گا۔ جو وہ ان سے کرنے آئی ہے۔

وہ بیڈ پر بیٹھ گئی اب ان تینوں کہ درمیان خاموشی ہے۔ کمرے میں صرف اے سی کی ٹھنڈک پھیلی ہوئی ہے۔

www.novelsclubb.com

"ابو میں شبنم اور ظہیر وہاں پر ایک اپارٹمنٹ لے رہے ہیں۔مجھے کچھ پیسے چاہئے" غزل بنا ڈرے ہوئے بولی۔

"میں کیوں پیسے دو جب تم نے ایڈمیشن وغیرہ کہ پیسے خود دے دیئے تو اس کہ لیئے بھی خود دے دو۔" بنا کسی نرمی کہ انہوں نے سفاکی سے کہا۔

"ابو میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا۔کہ آپ غزل کو پیسے دے اپارٹمنٹ کہ لیئے" عباس نے اپنی ادھوری بات مکمل کی۔

"ابو میں کہا سے لاؤ گی پیسے ایڈمیشن کہ لیئے بھی وہی پیسے دیئے تھے۔جو آپ مجھے ہر مہینے دیتے رہتے تھے۔وہ میں جمع کرتی رہتی تھی۔"

تمہیں کوئی پیسے نہیں دے رہا۔غزل اصغر صاحب نے سخت لہجے میں کہا

میری کوئی نوکری نہیں ہے۔میں کہا سے لاؤ گی۔ناکام کوشش۔

www.novelsclubb.com

"یہ میرا مسلہ نہیں ہے۔ جہاں سے بھی لاؤ میرے پاس فضول کا پیسہ نہیں ہے۔ اب تم دونوں جاؤ یہاں سے شیشے کی ٹیبل سے موبائل اور عینک دوبارہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے درشتگی سے کہا۔ غزل دکھ اور حیرت سے کچھ کہہ نہ سکی۔

"ابو آپ اسے بیچ میں پیسے بیجھتے رہے گے۔ یا خود مینیج کرے۔ عباس کو کوئی حیرت نہیں ہوئی اسے پتہ تھا۔ وہ یہی کرے گے غزل کو روکنے کے لئے۔

بلکل اس کیلیئے بھی وہ خود مینیج کرے یا پھر دوسرا راستہ یہ ہے۔ کہ یہ۔۔۔۔۔۔" غزل کی طرف اشارہ کیا۔

"جائے ہی نہیں یہی پر رہے گی۔ تو اس کو جتنے پیسے چاہئے لے لے مجھ سے۔" ان کہ لہجے کی سختی ختم نہیں ہوئی بلکہ اور بڑھ گئی۔

اللہ آپ کہ جیسا باپ کسی کو نہ دے۔

ابا تو ایسا کہے نا کہ بیٹی سے شرط لگا رہے ہیں۔" غزل اٹھ کھڑی ہوئی اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

www.novelsclubb.com

اللہ تمہارے جیسی بیٹی بھی کسی کو نہ دے۔" وہ اس کہ ہی انداز میں بولے غزل کہی لمحے وہی کھڑی انہیں دیکھتی رہی پھر باہر نکل گئی۔ان کا دل پتھر کا ہو گیا ہے۔ان سے بات کرنا فضول ہے۔

عباس بھی خاموشی سے باہر نکل گیا۔وہ دوبارہ بے فکری سے موبائل چلانے لگے۔جیسے کچھ ہوا ہی نا ہوں۔

غزل باہر چارپائی پر آکر بیٹھ گئی۔اب وہاں ارباب نہیں ہے۔نہ ہی کچن میں زرین عباس اس کہ ساتھ آکر بیٹھ گیا۔

"اب کیا ہو گا عباس؟؟ وہ روتے ہوئے بولی۔

"میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔عباس کچھ دیر کی خاموشی کہ بعد بولا۔

"تم کیا کروں گے۔تم اپنی ناولز کیلئے ابا سے پیسے مانگتے ہوں۔مجھے کہاں سے دو گے۔" غزل نے جیسے اس کی عقل پر ماتم کیا ہوں۔

"تمہیں یاد ہے میں نے پچھلے سال ایک ناول لکھی تھی۔"

"ہاں مجھے یاد ہے۔اب اس کی کہانی سنانے مت بیٹھ جانا عباس میں تمہارا سر پھوڑ دو گی۔" غزل رونے کہ درمیان غصے سے بولی۔

"میں وہ ناول بھیج دو گا اچھی رقم ملے گی۔" عباس نظریں سمیٹ کہ فرش پر جمائے ہوئے بولا۔

غزل کہ سر پر جیسے کسی نے ئ گرم پانی ڈال دیا ہوں۔وہ سکتے کہ عالم میں عباس کو دیکھے گئ۔وہ کچھ کہہ نہ سکی الفاظ جیسے ختم ہو گئے ہوں۔وہ حیرت سے عباس کا چہرہ تکنے لگی۔جو سر جھکائے پتہ نہیں سمٹ کہ فرش میں کیا ڈھونڈ رہا ہے۔

"ت۔۔تم پاگل ہوں۔عباس۔۔" مارے حیرت اور شاک کہ اس سے کچھ بولا بھی نہیں جا رہا ہے۔

"اتنی بڑی بات نہیں ہے۔میں دوسری ناول لکھ لو گا تم اپنی تلاش مکمل کر لو میرے پاس ٹیلنٹ ہے۔میں پھر سے محنت کر کے اچھی ناول لکھوں گا۔اور پھر تم اس کو پڑھوں گی۔۔۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"چپ کر جاؤ تم تم پاگل ہو تمہارا دماغ گھوم گیا ہے۔ سائکو تو نہیں ہو گئے۔" غزل اس کی بات کاٹتے ہوئے تقریباً شاک سے چلائی کوئی اپنی محنت کیسے ضائع کر سکتا ہے۔ "عباس تم ایسا کچھ بھی نہیں کرو گے میں خود کچھ کرو گی۔"

"مثلاً کیا کروں گی۔؟؟ شبنم سے پیسے مانگو گی۔ وہ خود تمہاری طرح باپ کہ پیسوں پر پل رہی ہے۔ جو میں کر رہا ہوں وہ مجھے کرنے دو" عباس اٹھ کھڑا ہوا۔

"کتنے صفحات کی لکھی تھی"۔ ناول وہ جانے لگا تو غزل نے پوچھا

"یہی کوئی ایک ہزار زیادہ نہیں۔" عباس تو بول کر اوپر جا چکا تھا۔ مگر غزل وہی بیٹھی رہ گئی۔

"یہی کوئی ایک ہزار زیادہ نہیں"

عباس کیلئے ایک ہزار صفحات لکھنا کوئی بات نہیں تھی۔ یا پھر وہ ظاہر نہیں کر رہا تھا۔ غزل کا دل "کیا وہ نا جائے۔ مگر

تلاش انسان کو قبر تک لیکر جاتی ہے۔ وہ تو پھر ملک سے باہر جا رہی ہے۔

☆☆☆☆☆

"آزر بائیجان باکو"

یہ منظر آزر بائیجان کہ ایک ریسٹورنٹ کا ہے۔ سلام باکو ریسٹورینٹ

جہاں رات اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے۔ دن ڈھل گیا تو گرمی میں بھی کمی آئی۔ رات کہ دس بج رہے ہے۔ دن کی نسبت موسم کافی خوشگوار اور ٹھنڈا ہو گیا ہے۔

لوگ ڈنر کرنے آرہے ہیں۔ تو کوئی ایسے ہی اس ریسٹورنٹ کہ خوبصورت مناظر کو دیکھنے آرہا ہے۔

ایسے میں ہی دو کردار ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ دونوں نہ ہی خوبصورت منظر کو انجوائے کرنے آئے ہیں۔ اور نہ ہی ڈنر کرنے یہ کہنا بہتر ہے۔ کہ وہ یہاں ہر بار کی طرح لڑنے ہی آئے ہیں۔

ایک ٹیبل کہ چاروں طرف رکھی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی ہیں۔ جس کہ ماتھے پر بل اور اسکی نیلی آنکھوں میں خفگی کہ تاثرات واضح طور پر نظر آرہے ہیں

www.novelsclubb.com

اس نے آسمانی رنگ کی شرٹ اور سفید رنگ کی پینٹ پہنی ہوئی ہے۔ شولڈر کٹ بھورے بال کھلے ہوئے ہے۔

وہ لڑکی سامنے بیٹھے خوبصورت سیاہ آنکھوں والے نوجوان لڑکے سے کچھ کہہ رہی ہے۔ جس نے اس کی طرح ہی سفید رنگ کی پینٹ شرٹ پہنی ہوئی ہے۔ وہ بیزاری سے بار بار اس کی بات کاٹ رہا ہے۔

"تم پاگل ہوں۔ اس کام کیلئے تمھیں وہ ہی ملی ہے۔ جس کا نام تک تمھیں نہیں پتہ۔۔۔۔۔۔ُ"

"مجھے اس کا نام پتہ ہے۔ مجھےِ اس کہ بارے میں سب کچھ پتہ ہے۔" سیاہ آنکھوں والے لڑکے نے دوبارہ بیزاری سے اس کی بات کاٹی۔

اچھا بتاؤ کیا نام ہے اس کا۔؟؟

اچھا کیا نام ہے۔؟؟ کیا کرتی ہے۔؟؟ نیلی آنکھوں والی لڑکی نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔ ُ

"غزل اصغر ولد اصغر عثمان ایف ایس سی کی ہے۔ اسکالرشپ پر یہاں پڑھنے آرہی ہے۔ کراچی پاکستان سے تعلق ہے اس کا یہاں آکر پڑھنے کا پلان پہلے سے ہی تھا۔ مگر اپنی جڑواں بہن کہ

ساتھ جس کا کار ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا۔ پھر اس نے اپنا پلان بدل دیا۔ مگر جب مجھے اس سے اپنا کام کروانا تھا۔ تب میں نے اس سے اس کی بہن کا بریسلٹ اس سے لے لیا جو اس کہ لیئے قیمتی ہے۔ اور اسے چیلینج دیا کہ اسے اگر وہ بریسلیٹ چاہیئے تو آزر بائیجان آئے مجھے اس سے کوئی کام کروانا ہے۔ وہ کر لے گی تو اسے اس کی بہن کا بریسلٹ مل جائے گا۔ اور وہ ساتھ ساتھ اپنی پڑھائی بھی مکمل کر لے گی۔ اور کچھ جاننا ہے۔؟؟"

سیاہ آنکھوں والے لڑکے نے ساری بات ایک سانس میں مکمل کر کے نیلی آنکھوں والی لڑکی سے پوچھا۔

"وہ یہاں اسکالرشپ پر پڑھنے آرہی ہے۔ وہ تمہارے کام کرے گی یا پڑھے گی۔؟؟ نیلی آنکھوں والی لڑکی نے اس بار بھی طنزیہ انداز میں پوچھا۔

"سنڈے ٹو سنڈے اسے میرا کام کرنا ہوگا۔ پورا ہفتہ ہے۔ اس کہ پاس پڑھ لے گی۔ میں پورے ہفتے اسے تنگ نہیں کروں گا۔" سیاہ آنکھوں والے لڑکا لاپرواہی سے کندھے اچکا کر بولا۔

"مجھے یہ بات سمجھ نہیں آرہی یہ کام تو کسی اور سے بھی کروا سکتے ہوں۔۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"تم کروں گی میرا کام؟" سیاہ آنکھوں والے لڑکے نے ناگواری سے اس کی بات کاٹ کر پوچھا۔

"نہیں کیوں کہ میں تمہاری نوکر نہیں ہوں۔" نیلی آنکھوں والی لڑکی نے کندھے اچکا کر لاپرواہی سے کہا۔

"محترمہ شازمہ مصطفی جب تم میری نوکر نہیں ہوں۔ تو تمہیں کوئی حق نہیں کہ مجھ سے یہ پوچھو میں اپنے کام کس سے کروا رہا ہوں۔ اور کس سے نہیں اب اگر تمہیں میرا کوئی کام نہیں کرنا ہو تو برائے مہربانی اپنی نہوست بھری زبان میرے سامنے مت چلایا کرو۔" سیاہ آنکھوں والا لڑکا نے دوٹوک انداز میں کہا۔

www.novelsclubb.com

نیلی آنکھوں والی لڑکی کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے۔ تم سے بات کرنے کا اور نا ہی تمہاری مدد کرنے کا مسٹر فرحان اختر اگر تمہیں یاد ہو تو تمہاری اور میری منگنی ہو چکی ہے۔

ورنہ تم جیسے کھڑوس بدتمیز بدلحاظ لڑکے سے میں بات کرنا بھی پسند نہ کروں۔

اور میں اپنے ماں باپ کہ کہنے پر اس رشتے کو نبھا رہی ہوں۔

مجھے ڈیڈ نے یہ کہا تھا۔ کہ میں تم سے یہ پوچھو کہ وہ لڑکی کون ہے۔ جس کو تم اپنے کام کیلئے دوسرے ملک سے بلا رہے ہوں۔ لانت لانت بیجھتی ہوں میں اس وقت جب میں نے ڈیڈ کی بات مان لی تھی تم سے منگنی کر کے۔" اونچی آواز میں بولنے کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ اور سانس پھول گئی۔

کچھ لوگوں نے مڑ کر ان دونوں کو گھور اضرور جو یہاں اس ریسٹورنٹ میں نئے آئے ہیں۔ وہ کافی حیرانگی سے یہ منظر دیکھ رہے ہیں۔ جو پرانے ہیں۔ یعنی ہر دوسرے دن آتے رہتے ہیں۔ انہوں نے صرف ایک مرتبہ مڑ کر دیکھا پھر اپنے کھانے کو انجوائے کرنے لگے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے۔ یہاں یہ دونوں ہر دوسرے دن کھانا

کھانے نہیں لڑنے آتے ہیں۔ جیسے انہوں نے یہ جگہ اسپیشلی لڑنے کیلئے خریدی ہوں۔

"چچ چچ چچ۔۔۔" فرحان اختر نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا جیسے اسے شازمہ کی باتوں سے بہت افسوس ہوا ہوں۔

تم ایک خوبصورت اور ہینڈسم لڑکے کو ٹھکرا رہی ہوں۔ بہت پچھتاؤ گی۔ سر افسوس سے ہلایا گیا۔

تم جیسے ہینڈسم لڑکے آزر بائیجان کی سڑکوں پر گھومتے رہتے ہیں۔ میں تمہاری خوب صورتی سے بلکل بھی متاثر نہیں ہوں۔" شازمہ اس انداز میں بولی جیسے اس پر تھوک رہی ہوں۔

"کتنی پتھر دل ہوں تم چچ چچ چچ۔۔" ایک بار پھر افسوس کیا گیا۔

"لیکن کوئی بات نہیں مجھے یقین ہے۔ میں تم جیسے پتھروں کو پگھلانا میرے لیئے مشکل نہیں تم جیسی پتھر دل لڑکی میرے لیئے بھی پگھل جائے گی۔"

وہ بول کر کرسی پیچھے گھسیٹ کر وہاں چلا گیا۔

شازمہ وہی بیٹھی اسے دور جاتا ہوا دیکھتی رہی۔

Ofisiant qəhvə gətir.

ویٹر کافی لاؤ۔

اوفسیٹ قہوہ گیٹر۔

www.novelsclubb.com

وہ وہی بیٹھی تیز آواز میں چلائی۔

لوگ وہاں کھانا کھانے آتے ہیں۔اور ان دونوں میں سے کوئی بھی لڑ کر جب بعد میں ریسٹورینٹ سے جاتا وہ وہاں بیٹھ کر ایک کپ کافی ضرور پیتا۔

☆☆☆☆☆☆

۔رات کہ ساڑھے گیارہ بج رہے ہے۔رات کہ وقت موسم کافی اچھا ہے۔مگر گرمی بھی اپنے عروج پر ہے۔ہر کوئی اپنے گھروں میں کمروں میں اے سی میں بیٹھے کھلے ہوئے ہیں۔

کمرے میں چاروں طرف سفید رنگ کی بتیاں جلی ہوئی ہے۔کمرے کہ بیچوں بیچ بیڈ رکھا ہوُا ہے۔پورے کمرے میں اے سی کی ٹھنڈک پھیلی ہوئی ہے۔۔۔اس پر سیاہ رنگ کا بیگ کھلا ہوا تھا۔۔سائڈ پر ایک صوفہ اور اس کہ سامنے ہی شیشے کی ٹیبل رکھی ہوئی ہے۔ڈریسنگ روم میں آؤ تو وہاں الماری سے کپڑے باہر نکل کر اپنی بے دردی کا رونا رو رہے ہیں۔ایسے میں ہی ایک عام نین نقش والا لڑکا جس کہ سیاہ خوب صورت بال ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے ہیں۔

بیڈ پر بیگ رکھے اس میں کپڑوں کہ ساتھ ساتھ دوسری چیزیں بھی ڈالتا جا رہا ہے۔اک دھم کوئی

دروازہ کھول کراندر داخل ہوااس نے چہرہ موڑ کر دروازے پر آنے والے شخص کو دیکھا فرقان اعظم ہے۔اس کہ والد محترم۔

جانے کی تیاری ہورہی ہے "وہ صوفے پر بیٹھے ہوئے خوش گوار لہجے میں بولے۔

جی ابا"اس نے مصروف انداز میں مختصر جواب دیا۔

"پیکنگ کررہے ہوں توپیکنگ کرو یہ کمرے کا کیا حال بنادیا ہے۔"انہوں نے ڈریسنگ روم کہ کھلے ہوئے دروازے اور بیڈ سے نیچے گرتے ہوئے کپڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ابا مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ میں کیا لے کر جاؤاور کیا نہیں "وہ پریشانی سے بیڈ پر پڑے کپڑوں کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے بولا۔

ماشاءاللہ کردی نالڑکیوں والی بات۔"وہ اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے بولے۔

کیا مطلب۔؟؟ ظہیر نے نا سمجھی سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"ایسی فکر تو لڑکیاں پالتی ہیں۔ کہ میں آج کہ فنکشن میں کیا پہنوں پتہ نہیں مجھ پر یہ والا جوڑا اچھا لگے گا یا نہیں۔"

"ٹرپ پر جا رہی ہوں۔ سمجھ نہیں آ رہا کہ کونسے کپڑے لیکر جاؤں یا نہیں وغیرہ وغیرہ۔" وہ اسے چڑانے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔

تم بھی وہی کر رہے ہوں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ کیا لے کر جاؤں اور کیا نہیں۔"

ظہیر انہیں صرف خفگی سے دیکھ کر رہ گیا۔ کہا کچھ بھی نہیں۔

"اس سب کو چھوڑے ابا آپ بھی ہمارے ساتھ چلے۔" ظہیر بیڈ پر پڑے کپڑوں کو ادھر اُدھر کر کے جگہ بنا کر وہی بیٹھ گیا۔

"میں اگر تم لوگوں کہ ساتھ جاؤں گا تو پیچھے سے کام کون دیکھے گا۔ اور ہسپتال میں اصغر اکیلا ہو جائے گا۔ آج کل اس کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی۔ تم لوگ جاؤ پڑھ لکھ کر آ جاؤ۔"

"ابو انہوں نے آپ سے کہا تو ہے۔ کہ وہ پیچھے سے خود کام دیکھ لے گے۔ آپ چلے تو سہی بس کچھ وقت ہی لگے گا پھر ہم واپس آ جائے گے پاکستان۔"

www.novelsclubb.com

"ظہیر میری نوکری ہے۔میں خوامخواہ اسے داؤپر نہیں لگا سکتا۔اگر نوکری چلی گئی۔تو تم لوگوں کی پڑھائی کہ اخراجات کیسے سنبھالو گا میں نے بس منا کر دیا تو بات ختم۔"انہوں نے دوٹوک لہجے میں کہہ کر بات ختم کر دی۔

ظہیر خاموش ہو گیا۔وہ دربارہ اٹھ کر اپنے کپڑے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

"اچھا میری وجہ سے اپنا موڈ خراب مت کرو۔یہ بتاؤ غزل نے شادی کیلیئے انکار کیوں کر دیا۔؟؟"انہوں نے ماحول میں پھیلی ہوئی افسردگی کو ختم کرنے کیلیئے موضوع بدل دیا۔

ظہیر نے گہری سانس لی۔پھر دوبارہ بیڈ پر بنائی گئی جگہ پر بیٹھ گیا۔

"ابو اس کی مرضی ہے۔وہ مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتی کیونکہ میں اس کہ ٹائپ کا نہیں ہوں نہ ہی وہ میرے ٹائپ کی بس انکل خوامخواہ اس پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔کیا تم واقعی اس سے شادی نہیں کرنا چاہتے۔؟؟"فاروق صاحب نے کھوجتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ابا میں بھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔"ظہیر دوبارہ اٹھ کر کپڑے الٹنے پلٹنے لگا۔

"تم اسے پسند کرتے ہوں۔؟؟یا پھر یہ کہنا بہتر ہے۔کہ محبت۔۔۔۔۔۔۔"

"ابا ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔"اس نے بد وقت ان کی بات کاٹی۔۔ پتہ نہیں کیا بولے جا رہے ہیں۔وہ کچھ شرٹ بنیان جینز بیگ میں رکھتا جا رہا تھا۔

"پھر کیسا ہے۔؟؟ کیا تم اسے واقعی پسند نہیں کرتے۔؟؟"ان کی کھوجتی ہوئی نظریں اب بھی اس پر جمی ہوئی ہیں۔

"نہیں ابو وہ اس کی مرضی ہے۔وہ جس سے شادی کرے میں کون ہوتا ہوں۔اس پر مسلت کر دینے والا۔۔"اب وہ ڈریسنگ روم میں گیا الماری سے باہر نکلے ہوئے کپڑوں اٹھا کر باہر بیڈ پر رکھ دیا۔فاروق صاحب خاموشی سے کمرے سے باہر چلے گئے۔

وہ بھی پیکنگ کرنے میں مصروف رہا۔

☆☆☆☆☆۔

دوپہر کہ گیارہ بج رہے تھے۔ گرمی اپنے عروج پر تھی۔دھوپ کراچی میں راج کر رہی تھی پورے گھر میں خاموشی تھی۔زرین دادی کہ کمرے میں تھی۔رباب اور ارباب اسکول گئے ہوئی تھی۔اور اصغر صاحب ہسپتال عباس یونیورسٹی۔

غزل کراچی کی اس تیز جھلسا دینے والی دھوپ میں باہر صحن میں گھوم رہی ہے۔پسینا اس کہ چہرے سے ٹپک کر سمیٹ کہ بنے فرش پر گر رہا ہے۔

زرین کسی کام سے دادی کہ کمرے سے باہر نکلی،اسے دیکھا تو اس کا سر ہی گھوم کر رہ گیا۔اگر کوئی اور اسے دیکھ لیتا تو ایسا سمجھتا جیسے اس نے چرس پی رکھا ہوں۔وہ اس جھلسا دینے والی دھوپ میں ایسے گھوم رہی ہے۔جیسے مری میں گھوم رہی ہوں۔

"غزل پاگل ہو کیا اتنی گرمی میں باہر دھوپ میں کیوں گھوم رہی ہوں۔"زرین پریشانی سے بولی۔

غزل گھومتے گھومتے رک گئی۔برآمدے میں کھڑی زرین کو دیکھا پھر اداسی سے مسکرائی۔

"کل کو کراچی کو چھوڑ کر جا رہی ہوں۔یہاں کی گرمی اور دھوپ کو بہت یاد کروں گی۔اس لیئے سوچا جب تک رات نہیں ہوتی اس دھوپ میں گھومتی رہوں۔"

زرین کا دماغ ہی گھوم کر رہ گیا۔وہ برآمدے سے نکل کر صحن میں آئی اسے بازو سے پکڑ کر برآمدے میں کیا۔

www.novelsclubb.com

زرین اس کہ چہرے پر آیا پسینہ اپنے دوپٹے سے صاف کرتے ہوئے بولی۔

"آزربائیجان میں دھوپ نہیں ہوگی کیا جو تم کراچی کی دھوپ کو یاد کروں گی۔آگر اتنا ہی اپنے ملک کو یاد کروگی۔تو مت جاؤنا۔" زرین نے اس کا ہاتھ پکڑا اس کہ کمرے میں لیکر آگئی اندر آتے ہی اے سی کی ٹھنڈک نے ان دونوں کو خوش آمدید کہا۔

"امی اپنے ملک اور شہر کی دھوپ بھی پردیس جانے والوں کو اس طرح عزیز ہوتی ہے۔جیسے اس کی سانسیں۔" وہ چہرہ جھکا کر بولی شاید آنکھوں میں آنسوں آگئے ہیں۔

"بیٹھوں یہاں۔" زرین نے اسے اس کہ بیڈ پر بیٹھایا خود بھی وہی بیٹھ گئی۔

"تم اپنی ضد چھوڑ کیوں نہیں دیتی۔" زرین بے بسی سے بولی۔

"میں کیسے آپ لوگوں کو سمجھاؤں امی یہ ضد نہیں ہے۔آگر میں ایک چیز کی تلاش میں جارہی ہوں تو یہ ضد نہیں ہے۔

کوئی مجھے سمجھتا ہی نہیں اس بریسلیٹ میں کچھ ہے۔" وہ بولتے بولتے اک دھم رک گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا ہے۔؟؟اس بریسلیٹ میں۔۔"زرین نے غور سے اس چہرہ دیکھا جو سفید پڑ گیا تھا۔

"کچھ نہیں امی اس بریسلیٹ سے میری یادیں جڑی ہے۔"وہ تھوڑا سنبھل کر بولی۔

"امی آپ ایک بات کہتے کہتے تھکتی نہیں ہے۔"وہ گہری سانس لیکر بولی۔

"تم اپنے والدین کی نافرمانی کرتے کرتے تھکتی نہیں جب اللہ نافرمانی کی سزا دے گا پھر بیٹا سزا کاٹتے کاٹتے تھک جاؤ گی۔"زرین نم آنکھوں سے بولی۔

غزل کچھ لمحوں کیلئے کچھ بول ہی نا سکی صرف اپنے سامنے بیٹھی اپنی ماں کو دیکھتی رہ گئی جہاں پر اسے بے بسی واضح طور پر نظر آ رہی ہے۔اس نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا مطلب نافرمانی کرتی رہے گی۔زرین خاموشی سے اٹھ کر کمرے سے چلی گئی۔

کچھ دیر بعد اس کہ کمرے میں صرف اے سی کی ٹھنڈک اور رونے کی آواز پھیلی ہوئی تھی۔

کراچی میں آخری دن رونے کہ نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

"آزر بائیجان باکو"

دو پہر کا ایک بج رہا ہے۔ مگر آج موسم آزر بائیجان کہ شہر باکو پر مہربان ہوا ہے۔ تیز تھڑ تھڑ برستی بارش نے باکو کو بھگو دیا ہے۔لوگ سروں پر چھتریاں تانے ہوئے روڈ پر گھوم پھر رہے ہیں۔تو کچھ کیفے ٹیرا میں بیٹھے اس خوش گوار موسم کو کافی کہ ساتھ انجوائے کر رہے ہیں۔ایسے میں ہی ہم آزر بائیجان باکو کہ ایک فٹبال گراؤنڈ کی طرف آئے تو وہاں کھیلنے والی ٹیمیں افسردہ نظر آرہی ہی۔ بارش کی وجہ سے میچ رک گیا ایک کھلاڑی کیلئے اس سے بڑھ کر افسوس کی بات کیا ہو گی۔سب میچ چھوڑ کر گراؤنڈ سے اپنے گھروں کی طرف جانے لگے۔آخر میں وہاں صرف ایک ٹیم کہ دو کھلاڑی بچ گئے ہیں۔ایک کھلاڑی کی شرٹ پر بڑا بڑا کر کے لکھا گیا ہے۔

www.novelsclubb.com

(NM)این ایم

"قسمت ہی خراب ہے۔ ہماری آج فائنل میچ تھا۔پھر ہمارا دوسرے شہروں سے مقابلہ ہوتا ۔"ان دو لڑکوں میں سے ایک لڑکا افسوس سے بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آج باکو کی ہی دو ٹیموں میں مقابلہ تھا اگر ان میں سے ایک ٹیم جیت جاتی تو پھر آزر بائیجان کہ دوسرے شیروں کہ ساتھ مقابلہ ہوتا مگر بد قسمتی سے آج بارش ہو گی۔اور میچ روک دیا گیا۔

"تم سے پوچھ کر ہوتی بارش۔" وہ لڑکا بیزاری سے بولا جس کی شرٹ کہ پیچھے این ایم لکھا ہوا ہے۔اس کا نام ہی این ایم ہے۔سفید گلابی رنگت کا چہرہ سرمئی انکھیں سیاہ بال وہ این ایم نامی لڑکا کافی پیارا ہے۔

"اچھا ہوا جو آج بارش ہو گی ویسے بھی ہماری ٹیم آج جیتنے کہ موڈ میں نہیں تھی۔" این ایم نامی لڑکا کندھے اچکا کر لاپرواہی سے بولا۔وہ اس تھر تھر برستی بارش میں آرام سے کھڑے باتیں کر رہے ہیں۔

"کیا ہوُا ہے خیر ہے۔یہ تم کہہ رہے ہوں این ایم ہم نے سارے میچ جیتے ہیں۔اور تمہارے ہوتے ہوئے آج تک ہماری ٹیم نہیں ہاری۔" اس کہ ساتھ کھڑا دوسرا لڑکا بولا۔

"وہ اس لیئے میرے پیارے دوست کیم کیوں کہ میں جیتنے کہ موڈ میں نہیں تھا۔اور جب میں جیتنے کہ موڈ میں نہ ہوں تو ظاہر ہے میری ٹیم تو ہارے گی ہی ہارے گی نا۔"

www.novelsclubb.com

وہ آگے بڑھنے لگا کیم اس کہ پیچھے چل پڑا۔

"کیا ہوا ہے۔این ایم تم آج ٹھیک نہیں لگ رہے۔؟؟"اس کا دوست کیم پریشانی سے بولا۔

"امی ابو کی پھر سے لڑائی ہو گی ہے۔بات پھر طلاق پر پہنچ گئے ہےُ۔مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیا کروں۔"وہ گہری سانس لیکر بولا۔چہرے پر پریشانی اور اس آنکھوں میں تھکن واضح طور پر نظر آرہی ہے۔

"لڑائی کس نے شروع کی انکل نے یا آنٹی نے۔؟؟"کیم نے پوچھا۔

"امی نے ہمیشہ انہی کی طرف سے شروعات ہوتی ہے۔

اس بار کس بات پر لڑائی کی ہے آنٹی نے؟؟

"وہی بات جس پر ہمیشہ ہوتی ہے۔"وہ دونوں باتیں کرتے کرتے گراؤنڈ سے باہر آگئے بھیگا ہوا خالی گراؤنڈ ان دونوں کو دیکھتا رہ گیا۔

کیم اسے ہمیشہ کی طرح تسلی دیتا رہا اور ہمیشہ کی طرح وہی مشورہ دیتا رہا جس پر این ایم مر کر بھی عمل نہ کرے۔ تھر تھراتی بارش باکو کو بھگو رہی تھی اور لوگ اسے انجوائے کر رہے ہیں۔

سوائے این ایم کہ ایسی بارشوں کو انجوائے کرنا اس کی قسمت میں نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆☆

کراچی میں دھوپ آج بھی آگ کی مانند جھلس رہی ہے۔ عباس گاڑی میں سامان رکھ کر واپس گھر کہ اندر آیا

گرمی کی وجہ سے اس کی پیشانی پر ننی ننی پسینے کی بوندیں واضح طور پر نظر آ رہی ہیں۔ وہ گھر کہ اندر داخل ہوا سامنے برآمدے میں غزل زرین اور دادی تیار کھڑی نظر آئی زرین بار بار اپنے دوپٹے سے آنکھیں پونچ رہی ہے۔ دادی غزل کو اپنی ساتھ لگائے کھڑی ہے۔ رونا تو نہیں بھی آ رہا ہے۔ پر وہ خاموش کھڑی ہے۔

"چلو غزل تمہارا سامان میں نے رکھ دیا ہے۔" عباس اس کہ قریب آ کر بولا۔

"امی آپ لوگ جب تک گاڑی میں بیٹھ جائے میں آتی ہوں۔" غزل دادی سے دور ہو کر بولی۔

ان دونوں نے خاموشی سے سر ہلا دیا۔ باہر کی طرف بڑھ گئی۔

"کیا بات ہے غزل۔" ان دونوں کہ جانے کہ بعد عباس نے اس سے پوچھا۔

"یہاں سے ہم ڈائریکٹ آزربائیجان نہیں جا سکتے یہاں سے دوبئی جانا پڑے گا اور میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہے کہ میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"مجھے پتہ ہے۔ اس کا بھی میں نے بندوبست کر دیا ہے۔" عباس اس کی بات کاٹ کر بولا۔

"تم نے کہا سے لائے اتنے پیسے تمہاری ناول والے تو تم نے ظہیر کو دے دیئے۔" غزل ماتھے پر بل ڈالے پوچھنے لگی۔

"اس کی فکر تم چھوڑ دو وہ میرا مسلہ تھا میں نے کہا سے لائے اب چلو دیر ہو رہی ہے۔" عباس نے ٹالنے والے انداز میں کہا۔

"ارباب والے نہیں آرہے۔ اور ابا بھی۔" غزل اس کہ ساتھ برآمدے سے نکلتے ہوئے افسردگی سے بولی۔

www.novelsclubb.com

"کیوں نہیں آرہی وہ دونوں ؟؟عباس پیشانی پر بل ڈالے ہوئے پوچھا۔

"ابا کو تو میں نہیں منا سکتا مگر ان چل بلیوں کو منا سکتا ہوں۔تم جاؤ میں آتا ہوں۔"عباس دوبارہ برآمدے میں جاتے بولا

غزل خاموشی سے سرہلا کر گیٹ سے باہر نکل گئی۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو اے سی کی ٹھنڈک نے خوش دلی سے اس کا استقبال کیا۔

"تم دونوں کیوں نہیں چل رہی۔"عباس ان دونوں کو دیکھ کر بولا۔ارباب اپنے بیڈ پر خاموشی سے بیٹھی ہوئی ہے۔

البتہ رباب ڈریسنگ روم میں الماری میں منہ دیئے کھڑی کچھ ڈھونڈرہی ہے۔

"کیوں کہ اس محترمہ کو نہیں جانا پر مجھے آپی کو چھوڑنے جانا ہے۔"

عباس کی آواز پر باہر نکل آئی۔

"تمہیں کیوں نہیں جانا۔"ارباب کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔

"یہ آپ بہتر جانتے ہیں۔" ارباب اپنے آپ کو مصروف دیکھانے کیلئے سائڈ ٹیبل پر پڑی ہوئی کتاب اٹھا کر اس میں منہ دیئے بولی۔

"ارباب میں نے تمہیں کچھ سمجھایا تھا سمجھ نہیں آیا کیا۔؟؟

"نہیں آیا کیوں کہ میں سمجھنا نہیں چاہتی۔" وہ روکھے سرد لہجے میں بولی۔

"ارباب ضدمت کرو۔" اس بار عباس تھوڑی سختی سے بولا۔

"ڈانٹئے آپ بھی مجھے ڈانٹئے آپ بھی مجھ سے ناراض ہو جائے اسی چیز کی کمی رہ گئی ہے نا۔" چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔

"تم چلو گی یا نہیں؟؟ عباس اس کی اتنی بڑی تقریر میں صرف اتنا ہی بولا۔

"نہیں۔۔" وہ روتے ہوئے بولی۔

"تمہاری بہن جا رہی ہے۔ چھٹیوں میں بھی شاید نہ آئے۔"

"میں پھر بھی نہیں جاؤ گی۔" ارباب سر جھکائے زکام زدہ آواز میں بولی۔

سچ میں نہیں جاؤ گی؟؟"

"سچ میں۔۔۔۔۔"

ٹھیک ہے۔"رباب میں باہر گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں۔

"تم آجاؤ۔"

"پر بھائی گھر میں کوئی بھی نہیں یہ اکیلی ہو جائے گی۔"رباب پریشانی سے بولی۔

"تو ہو جائے اپنوں کو مشکل میں اکیلا چھوڑنے والے ہمیشہ خود اکیلے ہی رہ جاتے ہیں۔اس کہ ساتھ بھی یہی ہو رہا۔"عباس روکھے ہوئے انداز میں بولا۔

"ارباب ضد چھوڑ دو۔"رباب اس کہ پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے منت بھرے لہجے میں بولی۔

"رباب یہ ضد میں ابو پر گئی ہے۔ایک مرتبہ جس بات پر اڑ گئی سواڑ گئی اب یہ اپنی ضد نہیں چھوڑے گی تم آجاؤ۔"عباس بول کر باہر نکل گیا۔

ارباب کہ آنسوں تھم گئے وہ بے یقینی سے اپنے بھائی کو دیکھنے لگی۔

رباب کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

"ضد میں تو پوری فیملی ابو پر گئی ہے سوائے میرے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

☆☆☆☆☆

ایک گاڑی میں شبنم ظہیر اور ان کہ والد محترم بیٹھے ہوئے تھے، دوسری گاڑی میں رباب عباس دادی زرین اور غزل وہ گاڑی کی کھڑکی سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

گاڑی عباس چلا رہا تھا غزل کھڑکی کی سائڈ بیٹھی ہوئی تھی خاموشی سے کھڑکی سے سر ٹکائے باہر دوڑتی ہوئی گاڑیوں کو دیکھ رہی ہے۔ اچانک اس نے آنکھیں بند کی آنکھوں کہ اس پار کوئی منظر بنتا چلا گیا۔ ہسپتال کی اس رش میں وہ ایک کمرے کہ باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔

غزل زرین اور رباب ایک بینچ پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ اور ارباب اصغر صاحب اور دادی دوسری بینچ پر بیٹھی ہیں۔

البتہ عباس ایک طرف دیوار کہ ساتھ ٹیک لگائے کھڑا کمرے کہ بند دروازے کو دیکھ رہا ہے۔اس کی آنکھیں خشک مگر سرخ ہے۔

غزل اپنی گود میں رکھے گلابی رنگ کہ ڈبے کو گھورے جا رہی یے۔اس کہ ہاتھ کی گرفت اس ڈبے پر حد سے زیادہ سخت ہے۔زبان پر صرف ایک ہی جملے کا ورد ہے۔"حمنہ ٹھیک ہو جائے گی۔"اس کی سیاہ آنکھیں بار بار نم ہو رہی ہے۔جسے وہ

بڑی بے دردی سے صاف کر رہی ہے۔

تھوڑی دیر گزری ڈاکٹر کمرے سے باہر آگیا سب نے سانس روک لی۔

کسی نے امید سے

کسی نے خوف سے

کسی نے ڈر سے ڈاکٹر کو دیکھا

www.novelsclubb.com

"آپ کہ مریض کو ہوش آگیا ہے۔ مگر اس کی حالت بہت خراب ہے۔ آپ سب اللہ سے دعا کرے۔ وہ تھوڑی بہتر ہے۔ آپ ان سے مل کر سکتے ہیں مگر کوشش کرے زیادہ بات نہ کرے۔" ڈاکٹر کہہ کر چلا گیا۔ ڈاکٹر موت کی امید دلا کر چلا گیا۔ ڈاکٹر ایسے ہی ہے موت کی خبر سنا کر چلے جاتے ہیں۔ مگر سننے والوں کی ہمت کو سلام

غزل کی گرفت ڈبے پر ڈھیلی پڑ گئی۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔ سب اس کہ پیچھے ہی خاموشی سے ہی کمرے میں داخل ہونے لگے۔ غزل خاموشی سے اس کہ پاس کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ باقی سب اس کہ بیڈ کہ ارد گرد کھڑے ہو گئے۔

حمنہ نے آہستہ سے آنکھیں کھول کر پہلے غزل کو دیکھا پھر اپنے ارد گرد کھڑے لوگوں کو ہلکا سا مسکرائی اس کے نین نقش غزل سے بلکل مختلف ہیں۔ آنکھیں غزل کی آنکھوں کہ برعکس چھوٹی ہے۔ پر ان کا رنگ سیاہ ہی ہے۔ بلکل غزل کی آنکھوں کی طرح البتہ بال بلکل غزل کی طرح لمبے اور سیاہ ہیں۔

مختلف قسم کی مشینوں میں جکڑی ہوئی وہ لڑکی مسکرا رہی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیسی ہوں بیٹا۔۔"اصغر صاحب نے اس کہ سر پر ہاتھ رکھ کر محبت اور نرمی سے پوچھا۔

"ٹھیک ہوں ابو۔۔"اس کہ چہرے سے مسکراہٹ جدا ہی نہیں ہو رہی ہے۔

"آپی آپ جلدی ٹھیک ہو جائے پھر عباس بھائی ناولز کی کہانی سنے ورنہ جب تک آپ بیمار رہے گی بھائی ہمارا دماغ کھاتا رہے گا۔"رباب خفگی سے بولی سب اس کی بات پر ہنس پڑے عباس بھی خفگی سے ہنسنے لگا۔

"حمنہ سچ میں ٹھیک ہو جاؤ ورنہ گھر میں میری ناولز کی تمہارے علاوہ کوئی قدر نہیں کرتا ۔"عباس اس کہ سر پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا مسکرا کر بولا۔

"آپی جلدی ٹھیک ہو جائے تاکہ ہم مل کر روز کوئی نہ کوئی ریسیپی ٹرائے کرے ورنہ امی مجھے اور رباب کو تو کچن میں چھوڑتی ہی نہیں۔"ارباب زرین کی طرف دیکھ کر خفگی سے بولی۔

حمنہ نے مسکرا کر آنکھیں بند کر کے کھولی۔ مطلب ہاں۔

"غزل تم کچھ نہیں کہوں گی مجھ سے۔"حمنہ اب غزل کی طرف متوجہ ہوئی جو سر جھکائے بیٹھی ڈبے کو گھورے جا رہی ہے۔

"کیوں کچھ نہیں کہوں گی مجھے تم پر غصہ آرہا ہے۔آج کیا تاریخ ہے۔" غزل نے ماتھے پر بل ڈالے ہلکے غصے سے پوچھا۔

"میرے سر پر چوٹ لگی ہے۔یاداشت کام نہیں کر رہی۔" حمنہ معصومیت سے مسکرا کر بولی۔

"آپی اسی لیئے کہتی ہوں انڈین ڈرامے مت دیکھا کرے" ارباب مسکراہٹ دبا کر بولی۔

حمنہ نے صرف اسے گھورا کیونکہ وہ زیادہ بات نہیں کر رہی پا رہی ہے۔

"آج تین مارچ ہے۔ہماری برتھ ڈے میں تمہاری لیئے گفٹ لائی تھی۔مگر محترمہ بیمار بیڈ پر لیٹی ہوئی ہے۔تم مجھے میرا گفٹ دو زیادہ باتیں مت کروں اور تمہیں کتنی مرتبہ کہا ہے۔کہ بکواس مت کیا کرو۔" حمنہ اسی کا جملہ اسی کہ انداز میں بولی۔

Don't copy My Dialog.

غزل مصنوئی خفگی سے بولی۔

"مجھے میرا گفٹ دو۔" حمنہ اس بار تھوڑا غصے سے بولی۔

غزل نے مسکرا کر گلابی رنگ کا ڈبہ اس کی طرف بڑھایا۔

"ہیپی برتھڈے حمنہ۔" غزل مسکرا کر بولی۔

وہاں کھڑا ہر شخص مسکرا رہا تھا حتی کہ انہیں رونا چاہیئے مگر وہاں کھڑے ہر شخص صرف مسکرا ہی سکتا ہے۔

حمنہ نے اپنے ہاتھ میں پہنا ایک خوبصورت بریسلیٹ اتار کر اسے دیا۔

"یہ تمہارا گفٹ کیوں کہ میں یہاں بیڈ پر بیمار پڑی ہوں تمہیں یہ ہی دے سکتی ہوں۔اسے قبول کرلو۔"

"کوئی بات نہیں جب ٹھیک ہو جاؤ تو مجھے لیکر دینا۔" غزل مسکرا کر بولی۔

غزل نے بریسلیٹ اپنی کلائی میں پہن لیا۔

سارا بریسلیٹ سفید اور سیاہ موتی سے بنایا گیا ہے۔ایک موتی سفید اور ایک سیاہ پورے بریسلیٹ کہ بیچ میں ایک لمبا سا سیاہ موتی لگا ہوا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ تم نے خود بنایا ہے نا؟؟" غزل نے اچانک سر اٹھا کر حمنہ سے پوچھا جو دادی سے بات کر رہی ہے۔

"ہاں میں نے اپنے لیئے بنایا تھا۔ پھر اب تمہارے لیئے کچھ کیا نہیں اس لیئے تمہیں یہ دے دیا۔ اب سے یہ تمہارا ہے۔"

تھوڑی دیر گزری ڈاکٹر اندر آیا "اب آپ لوگوں کو یہاں سے چلے جانا چاہیئے۔"

ٹھیک ہے سب باہر چلو۔" اصغر صاحب سر ہلا کر سب کو باہر چلنے کا حکم دیا سب کمرے سے باہر نکلنے لگے۔

کوئی نرس آ کر حمنہ کو نیند کی ڈرپ لگانے لگی کمرے میں صرف غزل بچ گئی ہے۔

"غزل۔۔" جب وہ جانے لگی تو پیچھے سے حمنہ نے اسے آواز دی۔

"کیا ہوا کچھ چاہیئے؟؟" غزل نے مڑ کر اس سے پوچھا۔

"نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے بس تم اس بریسلیٹ کا خیال رکھنا یہ تمہاری لیئے ضروری ہے۔

"حمنہ اس کہ ہاتھ میں پہنے بریسلیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"ضرور خیال رکھو گی آخر تم نے مجھے دیا ہے۔بس تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ پھر ہمیں آزر بائیجان بھی جانا ہے۔پڑھنے کیلیئے۔" غزل ہلکے سے مسکرا کر بولی۔

"نہیں غزل اس بریسلیٹ میں۔۔۔۔۔"حمنہ تھوڑی دیر رکی شاید وہ غنودگی میں جا رہی ہے۔

"کیا ہوا تم سو جاؤ۔" غزل تھوڑا پریشان ہو کر اس کہ پاس آگئی۔

"اس میں تمہارے ایک ضروری۔۔۔۔۔۔"وہ پھر رک گئی۔

"آپ جائے اسے میں نے نیند کی ڈرپ لگائی ہے اسے آرام کرنے دے۔"نرس نے تھوڑا سختی سے اسے ٹوکا۔۔وہ کچھ دیر وہی کھڑی الجھے ہوئے ذہن کہ ساتھ حمنہ کو دیکھتی رہی۔

وہاں ایک صوفے پر بیٹھے ڈاکٹر نے اسے گھورا۔"غزل اصغر آپ کو بات سمجھ نہیں آ رہی جائے اس طرح آپ اس کو ڈسٹرب کر رہی ہے۔"

وہ خاموشی اور الجھے ہوئے ذہن کہ ساتھ باہر نکل گئی۔

"غزل تم ابھی تک ادھر کھڑی ہوں باہر آجاؤ۔" عباس کمرے کا دروازا کھول کر ہلکی آواز میں بولا۔

"غزل غزل غزل۔۔" دادی کہ جھنجھوڑنے پر وہ واپس گاڑی میں آئی۔

"غزل کہاں کھو گئی عباس تم سے کچھ پوچھ رہا ہے۔" دوسری کھڑکی کی طرف بیٹھی زرین نے اسے سختی سے ٹوکا۔

"میں نے نہیں سنا شاید میں سو گئی تھی۔ کیا کہا تم نے۔" اس نے سوالیہ نظروں سے عباس کو دیکھا۔

"میں نے تو بہت کچھ پوچھا مگر تم نے صرف امی کی ڈانٹ سنی کیوں کہ نالائق لڑکیاں صرف اپنی ماؤں کی ڈانٹ ہی سنتی ہے۔" عباس مسکراہٹ دبائے سنجیدگی سے بولا۔

"غزل آپی خیر تو ہے۔ مجھے لگتا ہے۔ آپ کو گرمی لگ گئی ہے۔" اگلی سیٹ پر بیٹھی رباب پیچھے مڑ کر حیرت سے بولی۔

www.novelsclubb.com

غزل کچھ نہیں بولی۔

"آپی کیا ہوا ہے۔" اب کہ رباب تھوڑا پریشان ہوئی۔

ابو آئے گے؟؟؟ اس نے زرین کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں"

امی آپ کو انہیں منانا چاہیے تھا۔" اس بار عباس بولا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے۔میں نے نہیں منایا ہوگا نہیں مان رہا اور اوپر سے تم لوگوں نے ارباب کو بھی گھر پر اکیلے چھوڑ دیا۔مجھے تو فکر ہو رہی ہے۔" زرین پریشانی سے بولی۔

"امی کچھ نہیں ہوگا اسے اکیلے گھر میں پہلی بار نہیں رکی وہ پہلے بھی کہی بار ہم نے اسے گھر میں اکیلا چھوڑا ہے ہے۔اگر اسے ڈر لگا تو پڑوس سے کسی کو بلا لے گی۔" عباس لاپرواہی سے بولا۔

زرین اسے صرف گھور کر رہ گئی۔

www.novelsclubb.com

"غزل میں تم سے یہ پوچھ رہا تھا کہ تم نے آزر بائیجانی زبان پوری سیکھ لی مطلب وہاں جا کر پوری بول لو گی۔ عباس نے اپنی بات دوہرائی۔

"زیادہ نہیں سیکھی تھوڑی بہت اتنی آگئی ہے کہ وہاں جا کر بول سکو۔" غزل کندھے اچکا کر بولی۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی کراچی کہ ایئرپورٹ پر آکر رکی وہ سب اترے ظہیر شبنم اور فرقان صاحب وہاں کھڑے انہی کا انتظار کر رہے ہیں۔

عباس نے گاڑی سے سامان نکالا۔

تھوڑی دیر وہی سب کھڑے باتیں کرتے رہے۔ زرین غزل کو ہدایت دیتی رہی جیسے ہر ماں اپنی اولاد کو دیتی ہے۔ اُف یہ کراچی کی گرمی، ایئرپورٹ پر موجود سب لوگ ہاتھوں میں چھتریاں رومال پکڑے کھڑے ہیں

رباب خاموشی سے کھڑی سر جھکائے آنسوں بہا رہی ہے۔ دادی غزل پر کوئی سورت پڑھ کر پھونک رہی ہیں۔ اور ساتھ ساتھ وہ بھی ہدایت دے رہی ہیں۔ کہ رات کو سونے کہ وقت یہ

سورت پڑھنا صبح کو یہ پڑھ کر یونی ورسٹی جانا اور وہ سر جھکائے سب سن رہی ہے۔ عباس دور کھڑا ظہیر سے کچھ کہہ رہا ہے۔

"ظہیر ابو نے اسے پیسے دینے سے منع کر دیا ہے۔ تم اسے وہاں کوئی جوب دلوانا چاہیئے عام ہی کیوں نا ہوں۔" عباس پریشان لگ رہا ہے۔ ہر اس بھائی کی طرح جو اپنی بہن کیلئے ہوتا ہے۔

ایئرپورٹ کی اس رش میں غزل نے ادھر اُدھر نظریں دوڑائیں کہی سے شاید اس کی بہن اور اسکا باپ آجائیں مگر اس کی قسمت خراب ہے، شاید عباس اس کی طرف آیا" جانے کا وقت ہو گیا ہے غزل۔"

"اپنا خیال رکھنا غزل میں تمہیں مس کروں گا اور خاص کر کے وہ تمہارا تکیہ کلام کہ تمہیں کتنی مرتبہ کہا ہے کہ بکواس مت کیا کروں۔" عباس اسی کہ انداز میں ہنس کر بولا۔

غزل نم ہوتی آنکھوں کہ ساتھ ہنس پڑی سر جھٹک کر رباب کی طرف متوجہ ہوئی۔

"میڈم رباب اصغر تم کیوں رو رہی ہوں۔؟؟

کیوں کہ آپ جا رہی ہے۔" رباب زکام زدہ آواز میں بولی۔

www.novelsclubb.com

"تو میں واپس بھی تو آؤ گی نا بس تم دعا کروں میں جس کام کیلئے جا رہی ہوں وہ ہو جائے"۔ نا چاہتے ہوئے بھی غزل کی آنکھیں نم ہو گئی۔

انشااللہ آللہ پاک آپ کو کامیاب کرے"

'غزل چلو سب سے مل لو" ظہیر اس کہ پاس آکر بولا۔

تھوڑی دیر بعد جہاز کراچی کی گرم فضاؤں کو چھوڑ کر چلا گیا۔

غزل اصغر کا نیا سفر شروع۔۔۔

☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"آزربائیجان باکو"

سرمئی رنگ کہ اس محل میں داخل ہوتے ہی سامنے بڑا سا لان جہاں مالی کھڑا پودوں کو پانی دے رہا ہے۔ لان عبور کر کے سامنے دیکھوں تو سرمئی رنگ کے لکڑی کا دروازہ نظر آئے گا اس

لکڑی کہ دروازے کو عبور کر کے اندر داخل ہوں تو وہاں ٹی وی لاؤنج جہاں ہر طرف پینٹنگ چھپی ہوئی ہے۔

پینٹنگز دیواروں پر چھاپی گئی تھی نا کہ کسی فوٹو فریم میں قید کر کے لگائی گئی ہے۔

سامنے والی دیوار پر پینٹنگ کچھ اس طرح سے بنائی گئی ہے کہ تین نفوس کو پینٹ کیا گیا ہے۔ایک سرمئی آنکھوں والا لڑکا سرمئی آنکھوں والی عورت سیاہ آنکھوں والا مرد یقیناً یہ تینوں اس گھر کہ مالک ہے۔

اس دیوار کو پہلی مرتبہ دیکھنے والوں کو ایسا لگے گا جیسے یہ صرف دیوار ہی ہے۔مگر دراصل وہ دروازہ ہے۔جسے کھولو گے تو سامنے سیڑھیاں نظر آئے گی۔جسے عبور کروں تو وہاں بڑا سا ہال ہے۔جس کہ بیچوں بیچ سیڑھیاں بنی ہوئی ہے۔مگر وہ ہال سرمئی رنگ کا نہیں ہے۔وہ سبز رنگ کا ہے۔اس ہال میں ہر طرف دیوار گیر کھڑکیاں بنی ہوئی ہے۔نیچے بیچ میں ڈرائنگ ٹیبل رکھی ہوئی ہے۔ایک طرف کونے میں باورچی خانہ بنا ہوا ہے۔اسی کونے میں باورچی خانے کہ فرش

www.novelsclubb.com

پر مصنوعی گھاس کا کارپٹ بچھا ہوا ہے۔ اور چاروں طرف دیوار گیر کھڑکیوں پر آرٹیفیشل پودے رکھے ہوئے ہے۔

دروازے سے تھوڑا ہٹ کر سھیڑاں بنی ہوئی ہے۔ یہ ہال ڈرائنگ روم کہ طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ سھیڑوں کو عبور کر کے اوپر آؤ تو وہاں سامنے لائن میں چار کمرے بنے ہوئے ہیں۔ یہ عجیب و غریب نقشے پر بنایا گیا محل این ایم کا ہے۔ پھر سے ایک طرف کونے میں سھیڑاں بنی ہوئی ہے۔ اسے چھوڑ کر ہم ایک کمرے میں آتے ہیں۔

کمرے داخل ہو تو وہاں کا منظر اور سیٹنگ مختلف قسم کی تھی کمرے کو سیاہ رنگ سے ڈیکوریٹ کیا گیا ہے۔ کمرے میں بیچوں بیچ ایک برابر سائز کا بیڈ رکھا ہوا ہے۔ ڈریسنگ روم کہ علاوہ وہاں اسٹیڈی ٹیبل سجائی گئی ہے۔ اسٹڈی ٹیبل سے تھوڑا فاصلے پر کھڑکی بنی ہوئی ہے۔ جسے عبور کرو گے تو بالکونی نظر آئے گی۔ جہاں کیم اور این ایم بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہاتھوں میں بڑے بڑے کافی کہ مگ پکڑے ہوئے ہیں۔ جن سے تھوڑی تھوڑی دیر کہ بعد گھونٹ بھرتے جا رہے ہیں۔ باہر کا موسم کافی ٹھنڈا اور خوشگوار ہے۔ بادلوں نے آسمان پر قبضہ کر لیا ہے۔ وہ دونوں کسی بات پر

بحث کر رہے ہیں۔این ایم نے سفید رنگ کی پینٹ شرٹ پہنی ہوئی ہے۔سیاہ بال ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے ہیں۔اس کہ بر عکس کیم سیاہ رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنے کہی جانے کی تیاری میں ہے۔

اس کہ چہرے پر چھائے تاثرات سے لگ رہا ہے۔کہ وہ یہاں جلدی جلدی میں کسی کام سے آیا ہے۔

"دیکھوں این ایم انکل آنٹی کی جنگ میں تم ہمارے میچ کو کیوں داؤپر لگا رہے ہوں۔تم انہیں سمجھاؤوہ سمجھ جائیں گے ہمارا میچ خراب مت کروں تمہیں پتہ ہے نا کہ ٹیم تب ہی اچھا کھیلتی ہے۔جب تم اچھا کھیلتے ہوں پلیز۔"کیم بے بسی سے بولا۔اسے سمجھانے کہ ساتھ ساتھ وہ ہاتھ میں پہنی واچ پر ٹائم بھی دیکھتا جا رہا ہے۔

"اچھا ٹھیک ہے۔"این ایم نے گہری سانس لے کر کیم کی سانسیں بحال کی۔

"تھینک یو میں اب چلتا ہوں سب پارٹی میں انتظار کر رہے ہونگے۔"کافی کا مگ سامنے رکھی ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ پھر کچھ سوچ کر رکا دوبارہ این ایم کی طرف بڑھا اس کہ سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

"مجھے لگتا ہے۔ کوئی حسینہ آزر بائیجان آرہی ہے۔ اس لیئے مسلسل تین دن سے موسم کافی خوشگوار رہنے لگا ہے۔" کیم جو اس سے کچھ کہنے لگا وہ رک کر اسے غور سے دیکھا جو بالکونی سے باہر آسمان میں دیکھتے ہوئے کسی گہری سوچ میں گم ہے۔

"تمہیں تو ہمیشہ ایسا ہی لگتا ہے۔ چھوڑو ان سب باتوں کو تم بھی ساتھ چلو پارٹی میں مائنڈ فریش ہو جائے گا۔" کیم نے اپنی طرف سے فضول مشورہ بقول این ایم کہ دیا۔

"وہاں جا کر میرا موڈ تو فریش نہیں ہو گا البتہ وہاں آئی لڑکیوں کو دیکھ کر میرا دل ضرور خراب ہو گا اس لیئے تم ہی جاؤ یہ پارٹی تمہیں مبارک ہو۔" وہ بیزاری سے بول کر دوبارہ آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔

"یار تم عجیب ہوں آخر کتنا لڑکیوں سے بھاگو گے شادی تو کرنی ہے نا۔" کیم سخت بدمزہ ہوا۔

"تم پارٹی میں نہیں آتے تو وہاں آئی لڑکیاں مجھ سے تمہارا پوچھتی ہے۔"

"تم جا رہے ہو یا نہیں" اچانک این ایم نے آسمان سے نظریں ہٹا کر اسے غصے سے دیکھ کر بولا۔

"جا رہا ہوں۔ عجیب ہو نہہ بڑا آیا۔" کیم بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆

گاڑی جھٹکے سے ایک کالونی کہ سامنے آ کر رکی جہاں کالونی کہ باہر گیٹ کہ اوپر تختی پر لکھا ہوا ہے۔

"پھولوں کی کالونی"

غزل جو کھڑکی سے ٹیک لگائے سو رہی ہے۔ ہڑبڑا کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

ظہیر نے سامان نکلوایا وہ دونوں بھی باہر آ گئی ظہیر نے چوکیدار سے اپارٹمنٹ کی چابی لی، وہ تینوں خود ہی سارا سامان اٹھا کر اندر داخل ہوئے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھول کر وہ تینوں اندر آئے سامنے ہی ایک چھوٹا سا لاؤنج بنا ہوا ہے۔ لاؤنج میں کھڑکی بھی بنی ہوئی ہے۔ جو باہر کی طرف کھلتی ہے۔ اس کہ ساتھ ہی اوپن کچن اور سامنے ہی دو کمرے بنے ہوئے ہیں۔

"یااللہ ہم یہاں پر سانس کیسے لے گے" شبنم پورے اپارٹمنٹ میں نظریں دوڑاتے ہوئے پریشانی سے بولی۔

"تم یہاں پڑھنے آئی ہوں گھومنے نہیں اس لیئے یہ نخرے چھوڑو" ظہیر بیزاری سے بولا۔" بڑی آئی پاپا کی پری" ظہیر بڑبڑاتے ہوئے لاؤنج میں رکھے ہوئے صوفے پر گرنے کہ انداز میں بیٹھ گیا۔

شبنم نے کوئی جواب نہیں دیا۔غزل بھی ایک صوفے پر جا کر بیٹھ گئی اس کہ عین پیچھے کچن بنا ہوا ہے۔"یہ ساری سیٹنگ کس نے کی ہے۔ہر چیز یہاں پر موجود ہے۔"وہ شبنم ہی کیا جو سوال نا کرے۔

www.novelsclubb.com

"میرے دوست نے یہ اسی کا اپارٹمنٹ تھا۔اب وہ کہی اور شفٹ ہو گیا اس لیئے میں نے اس سے خرید لیا اور یہ ساری چیزیں بھی اسی کی ہے۔فرج اوون وغیرہ میں نے استعمال کرنے کی اجازت لے لی ہے۔اب اور کوئی سوال مت کرنا۔"فرج سے پانی نکال کر آؤ ظہیر آخر میں پھر بیزاری سے بولا۔

پانی پینے کہ بعد ظہیر کھانے اور دوسری چیزوں خریدنے کیلیئے باہر چلا گیا۔

آدھا گھنٹہ گزرا مگر ظہیر نہیں آیا۔

شبنم یہ کہہ کر سو گئی کہ ظہیر کا لایا ہوا کھانا وہ صبح ناشتے میں کھائے گی غزل کو اب اس اپارٹمنٹ میں اکیلے ہونے پر خوف آنے لگا۔ شبنم بھی سو گئی جب وہ پہنچے تھے تب رات کہ آٹھ بجے تھے اور اب پورے نو بج گئے ہے۔ آدھا گھنٹہ گزرا ظہیر نہیں آیا غزل ڈر کر شبنم کو اٹھانے لگی۔

"شبنم اٹھو شبنم اٹھو شبنمم۔" غزل آخر میں تیز آواز میں چلائی۔

کیا ہوُا ظہیر آ گیا؟" شبنم اک دھم ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

"نہیں ہم اکیلے ہیں اسلئے میں تمہیں اٹھا رہی ہوں۔ ظہیر نہیں آیا دیر ہو گئی ہے۔" غزل پریشانی سے بولی۔

"تو آجائے گا نا اس لیئے تم مجھے اٹھا رہی ہوں۔" شبنم سخت بدمزہ ہوئی۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ اٹھو تم۔۔" غزل اسے دوبارہ صوفے پر ڈھیر ہوتے دیکھ کر خفگی سے بولی۔

"تم کب سے اکیلے رہنے سے ڈرنے لگی۔" شبنم کی نیند ختم سوال شروع۔

"پرایا ملک ہے۔ڈر تو لگے گا نا تم اب دوبارہ مت سونا۔۔" غزل ٹالنے والے انداز میں بولی شبنم گہری سانس لیکر اٹھی۔

"کہاں جا رہی ہوں۔" غزل اسے اٹھتے ہوئے دیکھ کر بولی۔

"منہ دھونے جا رہی ہوں اب واشروم تو جا سکتی ہوں نا اب اگر میرے واشروم جانے سے بھی تمہیں ڈر لگے گا تو اللہ ہی حافظ ہے تمہارا۔" شبنم چڑ کر بولی۔

غزل شرمندگی سے کچھ بول ہی نا پائی۔

تھوڑی دیر اور لگی کر ظہیر آخر کار آ ہی گیا۔

"کہاں مر گئے تھے۔" غزل غصے سے اس پر پھٹ پڑی۔

"تم نے تو غزل کی جان ہی نکال دی تھی۔" شبنم اٹھ کر اس کہ ہاتھوں سے کھانے کہ اور مختلف قسم کی دوسری چیزوں کہ شاپرز لیتے ہوئے بولی۔

"یار یہاں کیلئے سم لینے گیا تھا بس اسی وجہ سے دیر ہو گئی۔" ظہیر اس کہ غصہ کرنے کہ باوجود نرمی سے بولا۔

"غزل تمہیں کیا ہوا؟؟" ظہیر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کچھ نہیں پرایا ملک ہے اس لیئے بس اکیلے اپارٹمنٹ میں اسے ڈر لگ رہا تھا۔" شبنم شاپرز کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے بولی۔" اچھا کوئی بات نہیں آئندہ جلدی آوگا۔"

تھوڑی دیر میں وہ سب کھانا کھا کر چائے پینے لگے چائے غزل نے بنائی۔

شبنم چائے پی کر اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔ مگر ظہیر اور غزل وہی بیٹھے یونی ورسٹی کہ مطلق باتیں کر رہے لگے۔

"غزل تمہاری جوب کا انتظام ہو گیا ہے۔" ظہیر اچانک یاد آنے پر مسکرا کر بولا۔

شکریہ" ظہیر غزل گہری سانس لیکر مسکرا کر بولی۔

"یہ تو میرا فرض تھا۔ ورنہ تم مجھے گھنجا کرنے میں دیر نہیں لگاتی۔۔" وہ ہلکا سا ہنس کر بولا۔

www.novelsclubb.com

غزل سر جھکائے ہنس پڑی اب اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

"کون سی جوب کرنی ہے۔؟؟اور اتنی جلدی جوب کیسے مل گئی ہم تو آج ہی آئے ہیں۔"غزل خوشی کہ ساتھ ساتھ حیران بھی ہوئی۔

"آج نہیں ملی پچھلے ہفتے سے میرا دوست ڈھونڈ رہا تھا۔عباس نے مجھے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں اپنے دوست سے تمہاری جوب کا کہہ دوں کیوں کہ شاید اسے انکل کہ ارادوں کا پتہ لگ گیا تھا۔" ظہیر کی بات پر غزل نے تشکر بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"ایک ریسٹورنٹ میں ویٹر کی جوب کرو گی رات کہ آٹھ بجے سے لیکر بارہ بجے تک تمہاری ڈیوٹی ہے۔ تنخواہ بھی اچھی خاصی ہے۔تم کل کو جوائن کر لینا۔"

"پر کل کو تو ہفتہ ہے۔کل کو جا کر کیا کروں گی پیر سے چلی جاؤں گی۔"

نہیں کل سے ہی جوائن کر لو وہاں پر تمہاری ضرورت ہے۔یہ جوب آسانی سے اس لیئے مل گئی ہے۔کیونکہ اس ریسٹورنٹ میں ایک ویٹر جوب چھوڑ کر جا چکا ہے۔کل سے تمہیں ضرور جوائن کرنا ہے۔"ظہیر اسے سنجیدگی سے سمجھاتے ہوئے

بولا۔

"پر کل کو میں تھکی ہوئی ہوں ایک دن تو آرام کر لو"

غزل تم کل کو ریسٹورینٹ جاؤ گی اگر نہیں گئی تو تمہاری جوب کو خطرہ ہے۔ سمجھ کیوں" نہیں رہی ریسٹورینٹ کا مالک کافی سخت ہے۔اگر کل کو تم نہیں گی تو وہ کسی اور کو رکھ دے گا۔ سمجھی اب ضد چھوڑ دو۔" ظہیر اس بار سخت لہجے میں بولا۔

"میں کل کو جاؤ گی کس کہ ساتھ اور کس پر جاؤ گی۔ میرے پاس سواری نہیں ہے۔" وہ آخر کار ہار مانتے ہوئے بولی۔

"ریسٹورینٹ یہاں قریب ہی ہے۔اور میرے ساتھ جاؤ گی اب اٹھو جا کر سو جاؤ کل صبح یونی ورسٹی جا کر کلاسس کا پتہ بھی کروانا ہے۔" ظہیر اٹھتے ہوئے بولا غزل بھی اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی بیچ میں دو سنگل بیڈ رکھے ہوئے ہیں۔ جس کہ سائڈ پر شیشے کی سنگل ٹیبل رکھی ہوئی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جس پر ایک لیمپ بھی رکھا ہوا ہے۔

ایک کھڑکی بھی بنی ہوئی ہے۔اور اس سے تھوڑا فاصلے پر چھوٹی سی ڈریسنگ ٹیبل رکھی گئی ہے۔ جو اس وقت خالی ہے،واشروم چھوٹی ہے۔اس نے ایک نظر کمرے میں دوڑائیں کمرہ سفید رنگ سے ڈیکوریٹ کیا گیا ہے۔وہ گہری سانس لے کر اپنے بیڈ پر آکر لیٹ گئی۔اپنی طرف والا لیمپ کھلا چھوڑ دیا البتہ شبنم نے اپنی طرف والا لیمپ بند کر دیا تھا۔

☆☆☆☆☆

آج چار دن بعد آزر بائیجان میں دھوپ نکلی ہے۔آج وہ گراؤنڈ پھر سے بھرا ہوا ہے۔این ایم کی ٹیم کی شرٹ پر بھی پیچھے سے این ایم لکھا ہوا ہے۔میچ شروع ہوئے آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا۔ امکانات تو یہ ہیں کہ این ایم کی ٹیم جیتے گی۔

اور ایسا ہی ہوا این ایم کی ٹیم جیت گئی۔پورے گراؤنڈ میں ہل چل مچ گئی۔دوسری ٹیم این ایم کی ٹیم سے گلے مل کر مبارک باد دے رہی ہے۔

"این ایم جیتنے کی خوشی میں ٹریٹ تو بنتی ہے۔" دوسری ٹیم کا ایک کھلاڑی اس کہ پاس آکر مسکرا کر بولا۔

اب ان کی ٹیم کا مقابلہ شیکی آزر بائیجان کہ دوسرے شہر سے کی ٹیم سے ہو گا۔

"ضرور کیوں نہیں ویسے بھی آج رات میرے گھر میں پارٹی ہے۔ تم سب وہاں آجانا۔" این ایم خوشگوار لہجے میں مسکرا کر بولا۔

"چلو کیم پارٹی کہ انتظامات بھی دیکھنے ہے۔" این ایم مسکرا کر وہاں کھڑی دوسری ٹیم کو بائے کرتے وہ دونوں گراؤنڈ سے باہر آ گئے۔

کیم باہر کھڑی گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا یعنی گاڑی وہ چلائے گا۔

این ایم گاڑی میں بیٹھنے کہ بجائے اس کی طرف کھڑکی کی سائڈ آکر کھڑا ہو گیا کیم نے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔

"جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ یہ تمہارے باپ کی گاڑی نہیں ہے۔اس لیئے اپنے قدموں کو باہر نکال کر اس سیٹ پر بیٹھ جاؤ۔" وہ کسی پر طنز بھی سکون سے کرتا ہے۔ کہ سننے والا کو سمجھ نہیں آئے گی کہ اس پر غصہ کرنا ہے یا نہیں۔

"گاڑی تو تمہارے باپ کی بھی نہیں ہے۔" کیم غصے سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے۔ یہ تمہیں تمہاری ماں نے گفٹ کی تھی۔" کیم دوسری طرف آکر بیٹھ گیا۔

وہ اس کی بات پر دل کھول کر ہنسا ہنستے ہوئے اس کہ دونوں گالوں پر گڑھے بنتے ہیں۔ وہ بنا جواب دیئے ہنستا رہا گاڑی اسٹارٹ کر کے وہ یوہی ہنستا ہوا گاڑی چلاتا رہا۔ کیم دانت پیس کر رہ گیا۔

"لگتا ہے انکل اور آنٹی کا معاملہ ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ جو تم ڈانٹ نکال رہے ہوں۔" کیم چڑ کر بولا۔

اسے پتہ ہے کہ این ایم کو کبھی کبھار خوامخواہ ہنسنے کہ دورے پڑتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

یونی ورسٹی سے آکر اس نے تھوڑی دیر آرام کیا، رات کہ ساڑھے سات بجے اس کی آنکھ کھلی آٹھ کر اس نے ظہیر کا دیا ہوا ڈریس پہنا جو اس ریسٹورنٹ میں لڑکیوں کو ویٹر کہ طور پر پہننے کیلئے دیا جاتا ہے۔ زرد نارنجی رنگ کا لمبا سا فراک جس کہ ساتھ زرد اور نارنجی رنگ کی پی کیپ بھی دی گئی ہے۔ البتہ دوپٹا اس کہ ساتھ تھا ہی نہیں غزل نے خود سے میچ کر کے پہن لیا۔ وہ جوڑا غزل کو عجیب لگا خیر اسے کیا لمبے سیاہ بالوں کو ایک چوٹی بنائی پی کیپ سر پر پہن کر اس نے دوپٹا ایک کندھے سے گزار کر دوسرے پر ڈال دیا بنا کوئی میک اپ کیئے وہ باہر آگئی۔

www.novelsclubb.com

"ظہیر چلے۔" باہر آئی جہاں سامنے لاؤنج میں ظہیر اور شبنم بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

"تم ہو گئی تیار چلو چلتے ہیں۔" ظہیر اٹھتے ہوئے بولا۔

"غزل یہ تم کیا رنگ برنگے چوزوں کی طرح تیار ہو کر آئی ہوں۔ اور کہاں جانے کی تیاری ہے۔" شبنم اسے اس حالت میں دیکھ کر حیران ہوئی پھر مسکراہٹ دبا کر بولی۔

"غزل ریسٹورینٹ جا رہی ہے۔" ظہیر بولا۔

کیوں؟؟ افففف یہ شبنم کہ سوال۔

"جوب کرنے" اس بار غزل بولی۔

"تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہے۔ تو چلو ورنہ چپ کر کے یہی بیٹھی رہوں یہ میں تمہیں بعد میں بتاؤ گا۔" ظہیر اس کہ خوامخواہ کہ سوالوں پر چڑ کر بولا۔

کیا مطلب؟؟

"اچھا میں بھی چلتی ہوں۔" شبنم اٹھ کھڑی ہوئی قمیض پر آئی شکینں ٹھیک کی پھر اگلے پانچ منٹ میں وہ کالونی سے باہر سڑک پر گھوم رہے ہیں۔

"سڑک پار کر کے سامنے ایک گلی میں جانا ہے۔" ظہیر ساتھ ساتھ اسے راستہ بھی سمجھا رہا ہے۔

سڑک پار کر کے وہ گلی میں داخل ہو گئے۔

"لو غزل تمہارا ریسٹورینٹ آگیا۔" ظہیر نے خوبصورت لمبے گیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

غزل نے بیزاری سے نظر اٹھا کر اس خوبصورت گیٹ کو دیکھا جو اس کہ جوڑے کی طرح زرد اور نارنجی رنگ سے بنا ہوا ہے۔اس کہ اوپر زرد نارنجی رنگ سے بڑے بڑے لفظوں سے لکھا ہوا ہے۔

Welcome to NM Restaurant.

جاری ہے۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: